ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا

Raza Research Institute

مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۳ء

حُسنِ ترتیب

مضامین	نگارشات	صفحہ
سخن ہائے گفتنی	پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری	۲
پیغامات برائے کانفرنس	مشاہیر	۴
اردو مقالات	پروفیسر دلاور خاں و دیگر	۱۴
عربی مقالات	ڈاکٹر مہربان باروی و دیگر	۲۸
منقبت	سید وجاہت رسول قادری	۳۵
انگریزی نظم	ڈاکٹر سلیم اللہ جندران	۳۶
انگریزی مقالات	عبد النبی حمیدی و دیگر	۴۰

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (ٹرسٹ)

25- جاپان مینشن، ریگل، صدر، جی پی او، صدر، کراچی- 74400، اسلامی جمہوریہ پاکستان۔

فون: 32725150-321-92+، فیکس: 32732369-21-92+

ای میل: imamahmadraza@gmail.com، ویب سائٹ: www.imamahmadraza.net، فیس بک: www.facebook.com/imamahmadraza

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کی کارکردگی، جناب وجاہت رسول کی خدمات کی روشنی میں

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کا قیام ۱۹۸۰ء میں کراچی میں ہوا۔ سید ریاست علی قادری رضوی نوری (م ۱۹۹۱ء) کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے روحِ رواں پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد دہلوی نقشبندی (م ۲۰۰۸ء) تھے اور ان کے ساتھ ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا شمس الحسن شمس صدیقی بریلوی (م ۱۹۹۷ء)، مفتی تقدس علی خاں حامدی بریلوی (۱۹۸۸ء)، مولانا شفیع محمد قادری رضوی حامدی (م ۲۰۰۵ء) تھے۔ بعد میں کئی اہم شخصیات اس کاروان میں شامل ہوتی رہیں جن میں حاجی عبد اللطیف قادری، صاحبزادہ وجاہت رسول قادری، الحاج فتح محمد رضوی حامدی (۱۹۹۳ء)، الحاج سیٹھ حبیب احمد (م ۱۹۸۸ء)، الحاج شیخ حمید اللہ قادری حشمتی (م ۱۹۸۹ء)، سید شاہ تراب الحق قادری و راقم وغیرہا۔ ادارہ ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۶ء بغیر کسی دفتر اور بغیر کسی باقاعدہ مجلس کے اپنا سفر طے کرتا رہا جس دوران ہر سال امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد تسلسل کے ساتھ ماہ صفر المظفر میں جاری رہا ''معارفِ رضا'' سالنامہ ایک اہم قلمی کاوش رہی جب کہ اعلیٰ حضرت پر کئی اہم مقالات کتابی صورت میں بھی شائع ہوئے۔

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو ۱۹۸۶ء میں سوسائٹی ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ کرلیا گیا اور ساتھ ہی برنس روڈ پر سندھ مسلم کالج کے سامنے نشیمن بلڈنگ میں ایک فلیٹ ادارے کے آفس کے لیے خرید لیا گیا جہاں ادارے کا دفتر قائم ہوا محترم جناب منظور حسین جیلانی کی صورت میں ادارے کو ایک ایسا فعال اور باصلاحیت انسان ملا، جس نے ادارے کو چند سالوں میں اس قابل کردیا کہ ۱۹۹۱ء میں ادارے نے پہلی امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد نہ صرف کراچی بلکہ لاہور اور اسلام آباد میں بھی کیا جس کے باعث ادارے کو دنیا بھر میں متعارف کرانے کا ایک بہترین موقعہ ہاتھ آیا۔ اس انٹرنیشنل کانفرنس میں انڈیا، بنگلہ دیش، ملائیشیا، کویت، انگلینڈ اور امریکہ کے مندوبین شریک ہوئے۔ ادارے نے ابھی ترقی کی پرواز شروع کی تھی کہ اچانک اس انٹرنیشنل کانفرنس کے چند مہینوں کے بعد ہی ادارے کے بانی و صدر سید ریاست علی قادری کا اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔ اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے ادارے کے تمام اراکین کو ہمت عطا فرمائی اور بلا اتفاق اس خلا کو پر کرنے کے لیے ادارے کی صدارت کے لیے سید وجاہت رسول قادری صاحب کو منتخب کرلیا گیا جو الحمد للہ آج بھی خرابی صحت کے باوجود ادارے کی تمام تر ذمہ داری سنبھالے ہوئے ہیں۔

سید وجاہت رسول قادری صاحب نے پچھلے ۲۲ سال میں ادارے کو فعال رکھنے کے لیے اپنی تمام تر توانائی صرف کردیں جس کے باعث ادارہ الحمد للہ ایک بین الاقوامی ادارہ بن چکا ہے۔ ہزاروں لوگ ادارے کی ویب سائٹ کے ذریعے امام احمد رضا کی تعلیمات سے متعلق معلومات لیتے ہیں اور محققین امام احمد رضا کی مختلف علمی جہتوں میں تحقیق کرکے اعلیٰ سندیں پی ایچ ڈی، اور ایم فل کی صورت میں حاصل کررہے ہیں اور اس ۲۲ سال میں اب تک دنیا بھر میں ۳۰ سے زیادہ افراد پی ایچ ڈی کی سندیں حاصل کرچکے ہیں اور ان سب افراد کی تحقیق میں صاحبزادہ وجاہت رسول قادری کی صرف دعائیں ہی نہیں بلکہ ان کی علمی کاوشیں بھی شامل ہیں۔ کوئی پی ایچ ڈی اسکالر ایسا نہیں جس کے لیے محترم وجاہت رسول قادری صاحب نے synopsis سے لے کر اس کے پی ایچ ڈی کے وائیوا امتحان تک مدد نہ کی ہو۔ اس کو دوسرے لفظوں میں بلا مبالغہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ ان سب محققین کے سپروائزر تھے تو محترم سید وجاہت رسول قادری صاحب نے ۳۰/ افراد کے پی ایچ ڈی کے تھیسس کے کم از کم co-supervisor ضرور تھے۔ خدمات کے اعتبار سے وجاہت صاحب کے لیے ادارے کے حوالے سے کئی خدمات کے پہلو ہیں مگر یہ ایک ایسا پہلو ہے جس میں وہ بہت زیادہ تحسین کے حقدار ہیں۔ چند تحسینی کلمات منظوم ملاحظہ کیجئے جو میرزا امجد رازی نے ۲۰۱۰ء میں تحریر کئے تھے۔

صاحب عزم و ہمت وجاہت رسول
پیکر حسن شفقت وجاہت رسول
جس سے روشن ہوئی فکر و فہم و ذکاء
یہ وہ نورِ درایت وجاہت رسول
مکتب علم جس کا وجودِ لطیف
ہے جہانِ اشاعت وجاہت رسول
رشک تطہیر رازؔی لقب کی ذرا
عاشقِ اعلیٰ حضرت وجاہت رسول

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا نے اب تک ادھے درجن سے زائد انٹرنیشنل امام احمد رضا کانفرنسوں کا اہتمام کیا ہے سب سے پہلی ۱۹۹۱ء میں، دوسری امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۰۵ء میں ادارے کی سلور جوبلی یعنی ۲۵ویں کانفرنس کے موقعہ پر دو روزہ انٹرنیشنل کانفرنس جو کہ نیپا آڈیٹوریم کراچی میں منعقد کی تھی۔ اس موقعہ پر ادارہ نے ۲۵ عدد اُردو، عربی، انگریزی اور سندھی زبان میں کتابیں بھی شائع کی تھیں اس کے بعد انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد تسلسل کے ساتھ ۲۰۰۶ء تا ۲۰۱۰ء ہوتا رہا اور اب دو سال کے وقفے کے بعد اس سال پھر ۳۳ ویں سالانہ کانفرنس بھی امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس کے طور پر منعقد ہورہی ہے جس میں مدینہ منورہ، شام، انگلینڈ اور ساؤتھ افریقہ سے ریسرچ اسکالرز تشریف لارہے ہیں جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ شیخ علامہ عبد اللہ المدنی (مدینہ منورہ)
۲۔ شیخ ڈاکٹر عبد النبی حمیدی (ساؤتھ افریقہ)
۳۔ ڈاکٹر علامہ مہربان باروی (شام)
۴۔ مولانا منور عتیق رضوی (انگلینڈ)

ادارے کی انٹرنیشنل کانفرنسوں میں اکثر علماء اور اسکالر زعرب ممالک سے تشریف لائے جس کے باعث امام احمد رضا کے افکار جو خاص کر عربی زبان میں ہیں عرب کے علماء کو پڑھنے کا موقعہ ملا اور انھوں نے امام احمد رضا کو علامہ شامی کی طرح سب سے بڑا عالم قرار دیا اور اب عرب کے اسکالرز صرف مقالات ہیں نہیں لکھ رہے ہیں بلکہ عرب کے مکتبوں سے امام احمد رضا کی کتب بھی شائع ہو رہی ہیں خاص کر حاشیہ جد الممتار سات جلدوں میں شائع ہو رہا ہے۔ عرب کے علماء و اسکالرز کو امام احمد رضا کی طرف راغب کرنے میں بھی قبلہ وجاہت رسول قادری صاحب کی بڑی کاوشیں ہیں انھوں نے دوبار مصر کا دورہ کیا اس کے علاوہ علامہ اسلم رضا تحسینی اور علامہ عامر اخلاق جو اب ادارے کے نائب صدر بھی ہیں ان کی محنتوں اور کاوشوں کے ذریعے عرب کے علماء تک رسائی میں بہت آسانی ہوئی۔ اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ حضرت علامہ عبد الحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ کا بھی عرب کے علماء کے ساتھ رابطہ میں اہم کردار اور خود ان کی چند عربی کتب نے بھی عرب کے علماء پر بھرپور اثر ڈالا اور وہ حضرات امام احمد رضا کی عربی کتب کی طرف متوجہ ہوئے۔ پچھلے دس سالوں میں عرب علماء کے ساتھ رابطے میں برکاتی فاؤنڈیشن کے روح رواں اور ادارے کے چیئرمین الحاج محمد رفیق پردیسی برکاتی کے مالی تعاون کے بغیر یہ ملاقاتیں اور دورے اور پھر طلبہ کی مختلف اداروں میں تعلیم ممکن نہ ہوتی مگر اس سارے کام کو محمد رفیق برکاتی کے مالی تعاون نے صرف آسان بنایا بلکہ عرب کے کثیر تعداد میں علماء اور اسکالرز اس وقت امام احمد رضا کی مختلف کتابوں کے مطالعہ میں مصروف ہیں اور بڑے قیمتی مضامین اور مقالات تحریر کر رہے ہیں۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ عرب ممالک سے فارغ و تحصیل ہو کر آنے والے اکثر پاکستانی اسکالرز کا ادارے سے گہرا تعلق ہے اور وہ امام احمد رضا کے حوالے سے عربی زبانوں میں تحقیق کر رہے ہیں ان سب میں نمایاں علامہ ڈاکٹر مہربان باروی ہیں جنھوں نے شام کی جامعہ سے امام احمد رضا کے فتاوٰی رضویہ کی پانچویں جلد پر پی ایچ ڈی کی اعلیٰ سند حاصل کی ہے اور اب وہ امام احمد رضا کے فتاویٰ کو عربی زبان میں منتقل فرما رہے ہیں اسی طرح علامہ منور عتیق رضوی نوجوان اسکالر ہیں اور امام احمد رضا کی تعلیمات کی روشنی میں علم غیب کے عنوان پر عربی زبان میں ایک مبسوط کتاب تحریر کر رہے ہیں اس کے علاوہ آپ کے امام احمد رضا پر کئی عربی اور انگریزی زبانوں میں تحقیقی مقالات شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ۱۰-۱۲/ اسکالرز ہیں جو امام احمد رضا کی تعلیمات کو عرب کی دنیا میں پھیلانے میں اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ان میں علامہ اسلم رضا کی کاوشیں قابل تحسین ہیں جو اب ادارے کی طرف سے عرب دنیا میں نمائندہ بھی ہیں۔

قارئین کرام! اس سال ۳۳ویں امام احمد رضا انٹرنیشنل کانفرنس جامعہ کراچی کے شیخ زید اسلامک سینٹر میں منعقد ہو رہی ہے جس کی صدارت جامعہ کراچی کے شیخ الجامعہ پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر فرما رہے ہیں جبکہ مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے مملکت پاکستان کے سابق نگراں صدر، سابق چیئرمین سینٹ اور سابق گورنر سندھ اور سابق صدر نیشنل بینک جناب محمد میاں سومرو صاحب شرکت فرما رہے ہیں اس سال ہمیں قوی امید ہے کہ امام احمد رضا خان قادری برکاتی محدث بریلوی کے نبیرۂ حضرت مولانا منان رضا خاں قادری نوری بریلوی المعروف بہ منّانی میاں صاحب بھی ہماری کانفرنس میں شرکت فرمائیں گے۔

قارئین کرام! اس کانفرنس کے موقع پر سالانہ معارف رضا کا رسالہ اُردو اور انگریزی زبان میں شائع کیا جا رہا ہے اس کے علاوہ مجلہ امام احمد رضا کانفرنس کا بھی اجرا ہو گا چند اور کتابیں شائع کرنا ہے ممکن ہے کہ وہ شائع ہو جائیں اور آپ کو وہ ہم اس کانفرنس کے موقعے پر پیش کر سکیں۔ اس سال اگرچہ شہر کے حالات مناسب نہ رہے جس کے باعث ہم کو اپنی کانفرنس بھی ملتوی کرنا پڑی پہلے یہ کانفرنس ۱۰ جنوری کو منعقد ہو رہی تھی مگر حالات کے پیش نظر اس کو ملتوی کیا گیا اور اب الحمد للہ اس کا انعقاد ہو رہا ہے جس کے لیے ہم اپنے تمام معاونین کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں خاص کر محترم حاجی نثار احمد صاحب، حاجی رفیق برکاتی صاحب، محترم جناب اختر عبد اللہ صاحب، محترم سید مومن علی صاحب، حاجی عبد الرزاق تابانی صاحب وغیرہ وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ادارے بہت زیادہ مشکور ہے قبلہ وجاہت رسول قادری صاحب کا کہ انتہائی علالت کے باوجود ادارہ کی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے تمام اہم کاموں میں آپ کی مشاورت اور سرپرستی نے کام کو آسان کر دیا اور ادارہ بہت زیادہ شکریہ ادا کرنا چاہے گا محترم جناب پروفیسر دلاور خاں، عبید الرحمٰن کا کہ جن کی کاوشوں سے ماہنامہ معارفِ رضا بہت باقاعدگی سے اور ہر وقت شائع ہو رہا ہے۔ ادارے کے لیے یہ بات خوش آئند ہے کہ علامہ حافظ محمد عامر اخلاق نے ادارے کو بحیثیت نائب صدر جوائن کر لیا ہے اور ساتھ ساتھ ادارے کے آفس کی ذمہ داری بھی سنبھالی ہے اور ان کی سرپرستی میں یہ پہلی کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اور ادارے کے بقیہ ٹرسٹی خاص کر صاحبزادہ ریاست رسول قادری حاجی عبد اللطیف قادری اور پروفیسر ڈاکٹر محمد حسن امام کی بھی خدمات جلیلہ کو قبول فرمائے اور سب کو صحت و سلامتی کے ساتھ ادارے کی خدمت کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❑❑❑

No. m. 4/2012 - 384

شیخ الجامعہ　کراچی یونیورسٹی، کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیغام

مجھے یہ جان کر دلی خوشی ہوئی کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا پچھلے 32 سال سے مسلسل مولانا احمد رضا بریلویؒ کے یوم وصال کے موقع پر شاندار کانفرنس کا اہتمام کرتا چلا آرہا۔ اور اس سال اسی سلسلے کی 33ویں سالانہ کانفرنس کا اہتمام جامعہ کراچی کے شیخ زید اسلامک سینٹر کے آڈیٹوریم میں کیا جارہا ہے۔

مولانا احمد رضا خاںؒ کی شخصیت یقیناً بہت ہمہ جہت تھی۔ آپ نے نہ صرف علوم نقلیہ بلکہ علوم عقلیہ یعنی سائنسی علوم میں بھی بہت گرانقدر علمی و قلمی ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے۔ جامعہ کراچی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ مولانا پر شعبہ علوم اسلامیہ، شعبہ سیاسیات اور شعبہ اردو میں کئی Ph. D مقالات لکھوائے جا چکے ہیں۔ اسی طرح جامعہ کراچی کے کئی شعبہ جات مثلاً علوم اسلامیہ، اصول الدین، قرآن وسنہ شعبہ، سیاسیات، اردو، تاریخ اسلام، پاکستان اسٹڈیز و دیگر شعبہ جات کے علاوہ شیخ زید اسلامک سینٹر کے نصاب تعلیم میں مولاناؒ کی بہت سی کتب حوالہ کی کتاب کے طور پر شامل ہیں۔ آپ کی شخصیت کو ایک مسلم مفکر، مسلم سائنسدان، مسلم سیاستدان، ایک عظیم نعت گو شاعر اور ادیب کی حیثیت سے پڑھایا جاتا ہے۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضاؒ کی سال بہ سال مولاناؒ کی شخصیت اور خدمات کے حوالے سے منعقد کی جانے والی کانفرنسیں اور اس کے زیر اہتمام شائع ہونے والا علمی و ادبی مواد مفادِ عامہ کے لیے ایک بڑی خدمت سرانجام دے رہا ہے۔ اس کے علاوہ ملکی جامعات کی سطح پر ایک دوررس ذہنی و فکری تبدیلی اور اصلاح کے عمل میں بھی ایک اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

اس موقع پر میری تجویز ہے کہ مولاناؒ کے حوالے سے بالخصوص ایسے علمی مواد کی تیاری اور اشاعت پر توجہ مرکوز کی جائے جو دورِ حاضر کے علوم و فنون سے پوری طرح سے ہم آہنگ ہو۔ تاکہ آنے والی نسلیں آپ کی شخصیت اور کارہائے نمایاں سے عمدہ طریقے پر متعارف ہو سکیں۔

آخر میں آپ کو اور آپ کے جملہ رفقائے کار کو کانفرنس کے اہتمام و انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ یہ کانفرنس آپ کے مقاصدِ حسنہ کی راہ کا ایک اہم سنگِ میل ثابت ہو۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر
شیخ الجامعہ، جامعہ کراچی۔ کراچی

فون نمبر: ۹۹۲۶۱۳۳۶ (۲۱-۹۲) ۹۹۲۶۱۳۳۷ (۲۱-۹۲) فیکس نمبر: ۹۹۲۶۱۳۴۰
ای میل: vcku@cyber.net.pk / vc@uok.edu.pk ویب سائٹ: www.uok.edu.pk

پیغام

پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال

شیخ الجامعہ، وفاقی اردو یونیورسٹی برائے فنون سائنس وٹیکنالوجی

عروج آدم خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
یہ ٹوٹا ہوا تارہ مہ کامل نہ بن جائے

امام احمد رضا خان شمالی بھارت کے شہر بریلی میں 1856 پیدا ہوئے۔ آپ ایک مشہور عالم دین تھے آپ کا تعلق فقہ حنفی سے تھا۔ امام احمد رضا خان کی اہم وجہ شہرت آپ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں لکھے گئے نعتیہ مجموعے اور آپ کے ہزار ہا فتاوی کا ضخیم علمی مجموعہ جو 30 جلدوں پر مشتمل ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں اہلسنت کی ایک بڑی تعداد آپ ہی کی نسبت سے بریلوی کہلاتے ہیں۔ آپ نے مرزا غلام قادر بیگ، مولانا عبدالعلی رامپوری، شاہ ابوالحسن احمد نوری مارہروی، شاہ آل رسول مارہروی، امام شافعیہ شیخ حسین صالح، مفتی حنفیہ شیخ عبدالرحمٰن سراج اور مفتی شافعیہ شیخ احمد بن زین دحلان سے فیض حاصل کیا۔

دینی علوم کی تکمیل گھر پر اپنے والد مولوی نقی علی خان سے حاصل کی، دومرتبہ حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا، درس وتدریس کے علاوہ مختلف علوم وفنون پر کئی کتابیں، رسائل، تصنیف اور تالیف کے کام کیے، قرآن کا اردو ترجمہ بھی کیا جو کنز الایمان کے نام سے مشہور ہے، علوم ریاضی و جعفر میں بھی مہارت رکھتے تھے، شعروشاعری سے بھی لگاؤ تھا، نبی مہربان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بہت سی نعتیں لکھیں اور عربی، فارسی اور اردو میں ایک ہزار سے زائد تصنیف ہیں۔

یہ امر میرے لیے بہت خوش آئند ہے کہ ادارہ تحقیق امام احمد رضا انٹرنیشنل اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے 33 ویں کانفرنس کا انعقاد کررہا ہے بلکہ اس بابرکت موقع پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کی شخصیت پر "مجلہ امام احمد رضا" بھی شائع کررہا ہے۔ علمی وادبی تقریبات کی بھی معاشرے کو پروان چڑھانے میں بہت مددگار ثابت ہوتی ہیں۔ ہمارے لیے یہ امر باعث فخر ہے کہ معاشرے میں یہ روایات نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ان کا تسلسل جاری ہے۔ میں اس علمی ودینی کاوش پر آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور آپ کے لیے دعا گو ہوں۔

SHAH ABDUL LATIF UNIVERSITY
KHAIRPUR, SINDH, PAKISTAN
Prof. Dr. Parveen Shah
VICE CHANCELLOR

محترم صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
صدر، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل ٹرسٹ پاکستان

موضوع: پیغام برائے امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۳ء (۳۳ویں سالانہ کانفرنس)
بحوالہ: آپ کا خط مورخہ ۱۴ اپریل ۲۰۱۳ء

پیغام

مجھے یہ جان کر نہایت مسرت ہوئی کہ ادارہ تحقیق امام احمد رضا انٹرنیشنل (ٹرسٹ) اپنی علمی روایات کے تسلسل میں اس سال بھی ایک ضخیم اور خوبصورت "مجلہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۳ء" شایع کر رہا ہے۔

احمد رضا خاں ایک عظیم محدث، فقیہ، مفسر، ماہر تعلیم، شاعر اور اتحاد عالم کے داعی تھے۔ ان کے پیش کردہ افکار و نظریات سے استفادہ کے لیے ادارہ تحقیق احمد رضا انٹرنیشنل (ٹرسٹ) کی علمی و تحقیقی سرگرمیاں لائق تحسین ہیں۔

امید ہے کہ امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۳ء میں پیش کیے جانے والے علمی و تحقیقی مقالات پر مشتمل یہ مجلہ امت مسلمہ ، بالخصوص پاکستان کے سماجی، اخلاقی اور تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے میں معاون ثابت ہوگا۔ عدم تشدد اور اتحاد و اتفاق کے رویوں کو فروغ دے گا۔

میں ادارہ تحقیق امام احمد رضا انٹرنیشنل (ٹرسٹ) کو اس دینی علمی اور تحقیقی کاوش پر صمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آئندہ بھی ادارے کی جانب سے علم و تحقیق کی ترویج و اشاعت کا یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

پروفیسر ڈاکٹر پروین شاہ
وائس چانسلر
شاہ عبداللطیف یونیورسٹی خیر پور، سندھ

Tel: 0243-9280061, 9280062 Fax: 0243-9280060 E-mail: vc@salu.edu.pk

Ref. No. GCUF/VC/2210
Date: 29-04-2013.

پیغام

مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا شمار بیسویں صدی کے ممتاز اور جید علماء ادباء اور شعرا میں ہوتا ہے۔ انہوں نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے بیسیوں علوم وفنون میں خدمات انجام دیں اور ایک ہزار سے زیادہ تصانیف وتالیفات سے اردو، فارسی اور عربی زبان وادب کو ثروت مند بنایا۔ قرآن وحدیث کے ساتھ ساتھ علم ریاضی، علمِ الکلام، علمِ نجوم، علمِ حجریات، علمِ جفر، علمِ ہیئت، علمِ ارض علم شعر، مابعد الطبیعات اور دیگر بہت سے علوم میں قدرت تامہ رکھتے تھے۔ بحیثیت نعت گو شاعر انہوں نے معاصر و مابعد شعرا پر گہرے اثرات مرتب کیے۔ ان کی شاعری اُن کے تبحر علمی کی ترجمان ہے۔ مولانا احمد رضا خاں کی ساری زندگی حبِ رسول ﷺ کے اظہار و فروغ کے لیے گزری۔ مولانا کے کلام کی متعدد شرحوں کے ساتھ ساتھ ان کی حیات وخدمات کے حوالے سے پی ایچ۔ ڈی اور ایم فل کے درجنوں مقالے لکھے جا چکے ہیں۔ برعظیم ہند پر مولانا احمد رضا بریلوی نے فرنگیوں کے ظلم وستم غاصبانہ قبضہ اور ہندوؤں کی طرانہ چالوں کے خلاف قلمی جہاد کیا اور دوقومی نظریہ کا نعرہ بلند کیا، مولانا احمد رضا خاں نے ہندوستان میں مسلمانوں کے تشخص کی بحالی میں اہم کردار ادا کیا ان کی یہی کاوشیں آگے چل کر حصول آزادی پر منتج ہوئیں۔ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی، مولانا احمد رضا کو تحریک خلافت میں شمولیت کی دعوت دینے اُن کی خدمت میں پہنچے۔ مولانا احمد رضا نے جواباً فرمایا کہ ''مولانا (جوہر) میری اور آپ کی سیاست میں فرق ہے۔ آپ ہندو مسلم اتحاد کے حامی ہیں مخالف ہوں''۔

مہذب اقوام اپنے بزرگوں کے کارناموں سے نئی نسل کو متعارف کرانے کے لیے عملی اقدامات کرتی ہیں میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جو افکارِ رضا کی بڑے پیمانے پر ترویج واشاعت کے لیے سرگرم عمل ہے۔ میں ادارہ کی مزید ترقی اور امام احمد رضا کانفرنس ۲۰۱۳ء کی کامیابی کے لیے دعا گو ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر ذاکر حسین
وائس چانسلر
گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، فیصل آباد

Anwar Ahmed Zai
Chairman

Board of Intermediate Education Karachi
KARACHI - 74700

Ph. Off : 99260202
Fax : 99260201

Date: 23-04-2013

BIE/CHAIRMAN/PS-15/1612/2013

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

صدر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

السلام علیکم!

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے فکر و مشن کے ابلاغ کے لئے جو کوششیں کررہا ہے وہ قابل تحسین ہیں۔ موجودہ ملکی صورتحال میں جبکہ ہر طرف بے چینی و بے اطمینانی پھیلی ہوئی ہے ایسے میں اعلیٰ حضرت کی تعلیمات سے استفادہ ہی مسائل کا حل نظر آتا ہے۔ یہ جان کر از حد خوشی محسوس ہوئی کہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کے افکار عوام اور خواص تک پہنچانے اور اعلیٰ حضرت کی خدمات کو خراج تحسین پیش کرنے کے لئے حسب سابق 25 مئی 2013ء کو 33 ویں امام احمد رضا کانفرنس کا انعقاد کررہا ہے اور اس موقع کو یادگار بنانے کے لئے ایک مجلّہ بھی شائع کررہا ہے، امید ہے کہ گزشتہ مجلوں کی طرح یہ مجلّہ بھی اعلیٰ حضرت کی شخصیت اور ان کے علمی کارناموں سے متعلق مقالات سے مزین ایک یادگاری مجلّہ ہوگا۔ امام احمد رضاؒ کی ہمہ گیر شخصیت بیک وقت عالم دین، مصنف، صوفی، مفسر قرآن و حدیث، فقیہ اور عشقِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کلیتاً ڈوبے ہوئے شاعر کی ہے۔ اعلیٰ حضرت نے دین اسلام کی اصل روح کو اجاگر کرتے ہوئے مذہبی موضوعات کے ساتھ ساتھ سائنس، منطق، فلسفہ اور بینکنگ وغیرہ کے عنوانات پر بھی معرکۃ الآراء تصانیف امت مسلمہ کی رہنمائی کے لئے چھوڑی ہیں۔ آج پوری دنیا میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کے علم و فن کا اعتراف کیا جارہا ہے، اس سلسلے میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کی کاوشوں کا اندازہ تو ادارہ کی تحریک پر اعلیٰ حضرت کی شخصیت پر پی ایچ ڈی اور ایم فل کرنے والے افراد کی لمبی فہرست سے بخوبی ہوجاتا ہے تاہم اعلیٰ حضرت کی کتابوں کی اشاعت اور دنیا بھر میں ترسیل کے ساتھ ساتھ ادارے کا ایک بڑا کام دور جدید کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ویب سائٹ پر یہ تمام کتابیں بغیر کسی قیمت کے پیش کرنا مستزاد کا درجہ رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل اپنے مقاصد میں مزید کامیابی حاصل کرے اور یونہی امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے فکر و مشن کے ابلاغ کے لئے کام کرتا رہے۔ آمین

(پروفیسر) انوار احمد زئی

چیئرمین

(ALLAH is who teacheth man by the pen)

University of Science & Technology, Bannu
Deptt: of Islamic Studies & Research, UST Bannu - KPK
Ph: 0928-612644, Fax: 0928-624987 url: www.ustb.edu.pk e-mail: drhussain6110@yahoo.com

Dr. Hussain Muhammad Qureshi
Chairman
Deptt: of Islamic Studies & Research
Cell: 0332-8114447
Muhasil Uloom-e-Islamia Wal Arabia
(Wifaq-ul-Madaris Al-Arabia Multan)
M.Phil (Islamic Studies)
(A.I.O.U) Islamabad
Ph.D. (Islamic Studies)
(N.U.M.L) Islamabad

Ref. #. DISR / UST / 323
Dated 24/04/2013

پیغام بسلسۂ انعقادِ کانفرنس احمد رضا خان ۲۰۱۳ء

یہ امر باعث مسّرت ہے، کہ ادارۂ تحقیقات احمد رضا ٹرسٹ حسب معمول کانفرنس کا انعقاد چاہتا ہے۔ اس قسم کے علمی محافل سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے، کہ مسلمانوں کا اپنے اکابرین کے ساتھ گہری وابستگی ہے۔

احمد رضا خان متوفی ۱۹۲۱ء کے متنوع کارنامے برصغیر پاک و ہند میں ناقابل انکار حقیقت کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ اُنہیں کئی علوم پر دسترس حاصل تھا۔ عشقِ مصطفیٰ میں ڈوبی ہوئی نعت گوئی آج بھی نوجوانانِ مسلم کے لئے دینی حرارت کی باعث بنی ہوئی ہے۔

احمد رضا خان اپنی ذات میں انجمن تھے، تاہم ہند کی آزادی کے عظیم کارناموں میں اُن کے کردار کو واضح نہیں کیا گیا۔ متنوع مسلکی اختلافات پر حد سے زیادہ توجہ بھی اُمت مسلمہ کی وحدت کے حوالہ سے نیک شگون عمل نہ تھا۔

ضرورت ہے، کہ ہم تعصبات کے دائروں سے نکل کر پوری وسعتوں کے ساتھ دینِ اسلام کو سمجھیں، عمل کریں اور اجتماعی نظام کی تشکیل سازی کر کے اُخروی سُرخروی حاصل کریں۔

یہ کانفرنس اللہ کرے، یہ نوید لے کر قائم ہو اور بہتری کے لئے ایک کوشش ہو۔

یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں اصحابِ بست و کشاد کا اس موقع پر یہی پیغام ہے۔

اللہ تعالیٰ حامی و ناصر رہے۔

ڈاکٹر حسین محمد

چیئر مین ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز اینڈ ریسرچ
یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں

Phone: 9261300-6/2280

UNIVERSITY OF KARACHI

CHAIRMAN
DEPARTMENT OF PERSIAN

رئیس
بخش فارسی
دانشگاہ کراچی
کراچی (پاکستان)

این امر باعث خرسندی می باشد کہ امسال ہم مانند سالهای گذشتہ بر موضوع حضرت امام رضا قادری کنفراس انعقاد خواهد یافت۔

راجع بہ این نابغۂ روزگار اظہار نظر کردن کار مشکل است زیرا شخصیت قدآور حضرت احمد رضا میان فرهیختگان اسلام مانند خورشید درخشان و معروف می باشد۔ ادارہ ی تحقیقات احمد رضا بریلوی خدمات گرانبهای را تا امروز انجام دادہ و در آیندہ نیز انجام خواهد داد۔ یکی از خدمات گرانقدر این ادارہ اینست کہ نوشتہ های آنحضرت را بچاپ رساندہ است تا عموم مردم نیز از خدمات و افکار ایشان بهرہ مند شوند۔

شخصیت فوق العادہ ی احمد رضا قادری نہ تنها از حیث نعت گو، ریاضی دان، مؤرخ، متفکر، مترجم قرآن، فقیہ، ماهر طب و نجوم وغیرہ شناختہ می شود بلکہ محدث نامور زمان خود می باشد. بہ همین سبب شخصیت ایشان دارای جنبہ های مختلف و متنوع است و توجہ ی همہ را بہ طرف خود جلب کردہ زندگی جاویدانی یافتہ است۔

دکتر شهلا سلیم نوری
۲۰۱۳/۵/۳

Chairman
DEPARTMENT OF PERSIAN
UNIVERSITY OF KARACHI

Phone: 99261300-7 (Ext. 2378)
E-mail: ims@uok.edu.pk
rqari2002@yahoo.com

INSTITUTE OF MARINE SCIENCE

University of Karachi, Karachi-75270.

03.05.2013

علمائے اکرام اہلسنت وارث علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ ان علماء اہل سنت میں ایک نام اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ کی ذاتِ اقدس سے شاید ہی کوئی اہلِ اسلام ہو جو واقف نہ ہو۔ آپ ایک عاشقِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' مجدد ومفسر تھے۔ حضورؐ سے عاشقی اس حد درجہ تھی کہ اس سلسلہ میں آپ نے خود ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میرے دل کے اگر دو ٹکڑے کئے جائیں تو ایک پہ لا الہ الا اللہ اور دوسرے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے اہلِ اسلام کو اس وقت بیدار کرنے کی کوششیں کیں جب ہر طرف انگریزی زبان اور انگریزوں کے طور طریقوں کو اپنانے کی کوششیں عروج پر تھیں۔ آپ نے اہلِ اسلام کو ان کی منزل دکھائی۔ آپ نے لوگوں کو دین کی صحیح تبلیغ دی اور لوگوں کو بتایا کہ دین کا راستہ ہی سچا راستہ ہے۔ آپ نے مسلمانوں کو اس بات کی تعلیم وتلقین فرمائی کہ مسلم قوانین ونظریات کو فقط کتابوں یا تحریر وتقریر تک محدود نہیں ہونا چاہیے بلکہ ان کا عملی مظاہرہ ہونا بھی بہت ضروری ہے۔

آپ ایک لافانی نعت گو شاعر ہیں۔ آپ کی شاعری ایسی ہے کہ دلوں کو چھولے۔ اعلیٰ حضرت کی شاعری پڑھنے اور سننے والا اپنے احساسات کو ان کے اشعار میں محسوس کرتا ہے۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دئے ہیں
جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دئے ہیں

آج ہم جن حالات سے گزر رہیں ہیں ہمیں چاہیے کہ اپنے علمائے کرام اور اکابرین کی حیات وعادات سے اپنے بچوں اور نوجوانوں کو روشناس کرائیں بلکہ خود علمائے دین کے حالات وواقعات کو پڑھیں اور سمجھیں اور ان پر علم پیرا ہو کر ان علمائے کرام کی اہمیت کو اپنی اولادوں اور شاگردوں کے سامنے اجاگر کریں۔

ادارہ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل (ٹرسٹ) پاکستان پچھلے ۳۳ سال سے دینی خدمات میں مصروف عمل ہے اور عصرِ حاضر کے عظیم مفسر ومحدث' فقہ ومجتہد عالم دین حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمتہ اللہ کے فکر ومشن کی تبلیغ میں ادارہ تحقیقات کی نمایاں خدمات ہیں۔ میری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس ادارہ اور اس سے منسلک لوگوں کو اپنے مشن میں مزید ترقی اور کامرانی دے۔

شکریہ۔

راشدہ قاری

ڈاکٹر راشدہ قاری

ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف میرین سائنس

DR. RASHIDA QARI
Director
Institute Of Marine Science

Phone: 99261300-6 Ext: 2267

DEPARTMENT OF EDUCATION
UNIVERSITY OF KARACHI

UNIVERSITY ROAD
KARACHI-75270

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم و محترم! السلام علیکم،

مجھے بے حد خوشی ہے کہ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے زیر اہتمام حسب سابق امام احمد کانفرنس ۲۰۱۳ء منعقد کی جا رہی ہے اور اس سلسلے میں ایک یادگاری مجلہ بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

ادارہ تحقیقات احمد رضا انٹرنیشنل یقیناً قابل تحسین و مبارکباد ہے جو نہ صرف مولانا احمد رضا خان کی شخصیت پر تحقیق کا کام انجام دے رہا ہے بلکہ مولانا پر Ph.D کرنے والوں کو گولڈ میڈل ریسرچ ایوارڈ بھی دیا جاتا ہے میں امام احمد رضا کانفرنس کے انعقاد پر ادارہ کو دلی مبارکباد پیش کرتی ہوں اور دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے (آمین ثم آمین)
میری دعا ہے کہ کانفرنس کامیابی سے ہمکنار ہو اور اس کے نتیجے میں عالم اسلام میں اخوت اور اتحاد میں اضافہ ہو۔

منتظمین کو دلی مبارکباد کے ساتھ

ڈاکٹر رضوانہ فضیل حسین

Rizwana Muneer
Dr. Rizwana Muneer
Incharge
Department of Education
University of Karachi.

۷۸۶
۹۲

Phones : 9211332
9211897
Fax : 9211934

DEPUTY SECRETARY
(IMPLEMENTATION & COORDINATION)
S.G.A & C.D,
DIRECTOR (P.R) TO CHIEF SECRETARY
GOVERNMENT OF SINDH

اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

Karachi, dated the 15/05 2013

Naukhaiz Anwar Siddiqui

پیغام

الحمدللہ! ۳۳ ویں امام احمد رضا کانفرنس کا عالمی سطح پر انعقاد گلشنِ اسلام میں تازہ بہار کے مترادف ہے۔ سچ یہ ہے کہ مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب فاضل و محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جن کی مبارک و مسعود ہستی سرچشمہ علوم ہے دین حق کی ترویج و اشاعت کے لئے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے وہ کفر و الحاد کی تاریکی دور کرنے کیلئے نورِ حق، شمع الٰہی اور تجلّیٔ حسن کبریٰ کے مترادف ہیں اور اگر یہ کہا جائے کہ اپنے عہد میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں کرکے اعلیٰ حضرت نے راہ حق میں جہاد کیا اور باطلی نظریات کی کربلا میں حق و صداقت کا پرچار کیا تو پھر یہ ثابت ہوگیا کہ اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد۔

اس سلسلے میں یہ بھی ایک خوش آئند پہلو ہے کہ خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے چشم و چراغ حضرت علامہ مفتی منان رضا خاں صاحب بہ نفس نفیس شہر رضا بریلی سے تشریف لائے ہیں اور اپنے دادا جان کی ۹۴ ویں برسی پر انکی خدمات پر تشنگان علم کو زمزمۂ روحانیت سے سیراب کریں گے۔ کاش مسعود ملت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ حیات ہوتے مگر اللہ کے نیک بندے تھے اسلئے ان کی روح یقیناً اس موقع پر مسرور و مفتخر ہوگی۔

میں دعاگو ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ شمعِ اعلیٰ حضرت کے علمبردار اور قافلہ سالار صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے جو صاحبزادہ ابوالسرور مولانا محمد مسرور احمد، ڈاکٹر مجید اللہ قادری، پروفیسر دلاور خان حاجی عبداللطیف قادری، ڈاکٹر حسن امام، برادرم عبید الرحمان اور برادرم افضل حسین نقشبندی کی نیابت سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی کی تعلیمات کو چار دانگ عالم پھیلا رہے ہیں۔ مبارکباد اور دعاؤں کے ساتھ

نوخیز انور صدیقی
15/05/2013

۵ رجب المرجب
۱۴۳۴ھ

Naukhaiz Anwer Siddiqui
D. S (Coordination)
Deputy Secretary
(Implementation & Coordination)
S.G.A & C.D,
Director (P.R) to Chief Secretary
Govt. of Sindh

مسلم اُمہ کی مرکزی عالمی سیاسی قیادت کا تصور اور امام احمد رضا

پروفیسر دلاور خاں (جوائنٹ سیکریٹری، ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان)

اسلام ایک عالمگیر دین ہے جو اجماعیت کے دفاع اور تحفظ کا داعی ہے اسی لیے فرد سے معاشرہ اور معاشرہ سے ملت اور ملت سے عالمگیر امت میں اجتماع مرحدت اور مرکزیت کا نہ صرف درس دیتا ہے، بلکہ اس اجتماعیت کے تحفظ کو فرض قرار دیا گیا ہے اور ایسے عوامل کا قلع قمع کرتا ہے جو اس کی وحدت اور مرکزیت بگاڑ دیں یا محدود کر دیں۔

عالمگیر مسلم معاشرے کا قیام منشائے الٰہی ہے، خواہ اسلام کی یہ عالم گیریت کسی کو کتنی ہی ناگوار لگے۔ اسلام کی اس عالمی وسعت کے لیے عالمی قیادت کا تصور بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ اور اس عالمی قیادت کے بغیر مسلمانوں کی ترقی، خوش حالی امن اور عزت و احترام کا تصور بے معنی ہے۔ اسلامی سیاسی قیادت محض ایک سیاسی نظام اور طرز حکمرانی تک محدود نہیں بلکہ یہ اسلام کے تمام انتظام ہائے زندگی مثلاً معاشرتی نظام، معاشی نظام، تعلیمی نظام، عائلی نظام کا محافظ ہے، اگر اسلام کا سیاسی نظام جتنا مستحکم ہوگا اس کے دیگر نظام بھی اسی قدر مستحکم ہوں گے اور اگر مسلم امہ کا سیاسی نظام کمزور اور زوال پزیر ہوگا تو مسلم امہ کے دیگر نظام ہائے زندگی میں بھی عدم استحکام پایا جائے گا۔

پس منظر میں اگر مسلم امہ کی زبوں حالی کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا مسلمانوں کے تمام نظام ہائے زندگی زوال پزیر وہ اپنے مقاصد کے حصول میں بُری طرح ناکام ہیں۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا اسلام کے یہ مختلف نظام غیروں کے لیے بھی نمونہ تقلید ہوئے، لیکن یہ خواب عدم سیاسی استحکام اور عالمی قیادت کے فقدان کی وجہ سے شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکا، جس کی وجہ مسلم امہ عالمی اور ملی سطح پر کئی صدمات و مسائل کا شکار ہے۔

عالم گیر سیاسی قیادت کے شعور کے فقدان کی وجہ سے ۵۶/ اسلامی ممالک ہونے کے باوجود غیر مؤثر ہیں اور اجتماعی طور پر طاغوتی طاقتوں کے غلام ہیں، اسلام دشمن طاقتوں کو اسلامی بم سے اتنا خطرہ نہیں جتنا خطرہ مسلم امہ کی عالمگیر قیادت کے ابھرنے سے ہے اور اس خطرے سے نبرد آزما ہونے کے لیے انہوں نے دو محازوں پر کام کیا۔ ایک یہ کہ غیر محسوس طور پر مسلمانوں میں یہ زہر سرایت کر دیا کہ وہ غیر سیاسی رہیں اور غیر سیاسی ہونے پر فخر کریں تو دوسری طرف انہوں نے اسلامی معاشرے میں سیکولر نظام سیاست کو فروغ دیا، ان کی یہ دونوں حکمت عملی کامیاب اور مؤثر رہی، ان کی اس کامیاب پالیسی کی وجہ سے عالم گیر مسلم قیادت کا تصور معدوم ہوتا چلا گیا غلامی اور پس ماندگی نے مستقل اپنے ڈیرے جما لیے۔ اس صورت حال میں مفکر اسلام امام سوادِ اعظم اہلِ سنّت احمد رضا محدث حنفی قادری نے بطور سیاسی مدبر کے، آپ نے مسلم امہ کی عالمی سیاسی قیادت کا نظریہ یوں پیش کیا:

۱۔ خلیفہ ایک وقت میں تمام جہاں میں ایک ہو اور سلاطین دس ملکوں میں دس ہوسکتے ہیں۔

۲۔ خلیفہ حکمرانی و جہانبانی میں رسول اللہ ﷺ کا نائب مطلق ہے۔

۳۔ خلیفہ تمام امت پر ولایت عامہ والا ہے۔

۴۔ خلیفہ کی اطاعت غیر معصیت الٰہی میں تمام امت پر فرض ہے۔

۵۔ کوئی سلطان اپنے انعقادِ سلطنت میں دوسرے سلطان کے اذن کا محتاج نہیں، مگر ہر سلطان اذن خلیفہ (عالمی سیاسی قیادت) کا محتاج ہے۔

۶۔ خلیفہ (عالمی سیاسی قیادت) بلاوجہ شرعی کسی بڑے سے بڑے سلطان کے معزول کئے معزول نہیں ہوسکتا ہے۔

۷۔ سلطنت کے لیے قریشیت درکنار حریت بھی شرط نہیں بہتر ہے غلام بادشاہ ہو۔

۸۔ والی ایک صوبے کا بھی ہوسکتا ہے اور ایک شہر کا بھی۔

مفکر اسلام احمد رضا محدث حنفی مسلم امہ میں عالمگیر سیاسی قیادت کا شعور اجاگر کرنے کہ لیے پوری اسلامی دنیا میں مسلمانوں کی ایک مرکزی عالمی سیاسی قیادت موجود ہو۔ عامۃ المسلمین اور سلاطین پر لازمی و فرض ہے سوائے معصیت الٰہی کے۔ دوسرے الفاظ میں اس وقت مسلمانوں کے پوری دنیا میں ۵۶ سلاطین (حکمران) موجود ہیں لیکن مسلم امہ عالمی سیاسی قیادت (خلیفہ) سے محروم ہے، جس کی وجہ سے ان ۵۶ ممالک کے حکمران طاغوتی طاقتوں کے شکنجے میں جڑے ہوئے سیاسی مدبر امام احمد رضا ان حکمرانوں کو طاغوتی طاقتوں کی غلامی سے نجات ایک تریاق تجویز کرتے ہیں کہ طاغوت کی سیاسی غلامی سے بہتر ہے۔ کہ تمام مسلمان سلاطین ایک عالمی سیاسی قیادت (خلیفہ) کا انتخاب کرے اس کی مرکزی عالمی سیاسی قیادت کو قبول کریں۔ اپنی اپنی سلطنتوں میں آزادی سے کام کریں مگر عالمی سطح پر ایک عالمی قیادت کے جھنڈے تلے جمع ہوں تاکہ اسلامی ممالک کے وسائل پر اسلام دشمن طاقتیں قبضہ کرکے مسلمانوں کے خلاف ہی استعمال نہ کریں۔

سیاسی مفکر اسلام احمد رضا محدث حنفی نے جہاں مسلم امہ کی عالمی قیادت کا تصور پیش کرکے مسلمانوں کے سیاسی زوال کا حل تلاش کیا وہیں آپ نے علمی سطح پر اسلامی سیاسیات، اصطلاح، خلیفہ، سلطان، والی اور امیر کی وضاحت کی درجہ اکثر کتابوں میں خلیفہ، سلطان اور امیر ایک ہی معنوں میں استعمال کیا ہے جبکہ امام سوادِ اعظم اہلِ سنّت نے ان تمام اصطلاحات کو علیحدہ علیحدہ معنوں میں استعمال اور ان کے شہر صوبے سلطنت اور عالمی امت کے سیاسی دائرہ کار کو متعین کرنے کا بھی فریضہ سرانجام دیا حضرت رضا کے افکار کی روشنی میں مسلم امہ کے تمام مسائل کا حل ایک ہے کہ:

۱۔ پوری امت کے افراد اور سلاطین شب و روز کوشش کریں اور مؤثر انداز سے ذرائع کا سہارہ لے کر عالمی سیاسی قیادت کے تصور کو اجاگر کریں۔

۲۔ مسلمہ امہ کی عالمی قیادت پر سیمینار منعقد کیے جائیں۔

۳۔ مسلم ممالک کے حکمرانوں کی کانفرنس بلا کر اس تصور کی اہمیت کو اجاگر کیا جائے مطالعہ پاکستان میں مسلمہ امہ کی عالمی سیاسی قیادت کے خدوخال کو داخل نصاب کیا جائے۔

۴۔ علمی و تحقیقی سطح پر اس نظریے کی عملی تشکیل کے لیے ادارے قائم کئے جائیں۔
۵۔ سیاسیات کے ادارے قائم کیے جائیں۔
۶۔ سیکولر نظام کے خطرات سے آگاہ کیا جائے۔
۷۔ اسلامی سیاست سے لا تعلقی کے بھیانک نتائج سے مسلم امہ کو آگاہ کئے ہیں۔

□□□

مختلف سائنسی جہتوں کے ماہر، امام احمد رضا

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی پورے عالم اسلام میں صرف ایک شخصیت ہے جو ۱۴ رویں صدی ہجری (۱۲۷۲ھ-۱۳۴۰ھ) کا ایسا منفرد سائنسدان ہے جو کسی ایک فیلڈ یا ڈسپلن میں نہیں بلکہ ان گنت جہتوں میں سائنسی سوچ اور فکر کا مالک ہے اور اس نے تمام سائنسی جہتوں میں جو بھی تفکر کیا اس کو قلمبند بھی کردیا۔ امام احمد رضا کی سائنسی فکر یا تفکر فی الکائنات قرآن کریم کی مندرجہ ذیل سورۃ کی روشنی میں دیکھا جاسکتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۚۙ الَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِہِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ ہٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (سُوۡرَۃُ اٰلِ عِمۡرٰن، آیت 190، 191) ترجمہ: "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لیے۔ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے تو نے یہ بے کار نہ بنایا۔ پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔"

سورہ ال عمران کی ان دونوں آیات کو بار بار اور بغور پڑھیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ ان آیات میں عقلمندوں کے لیے کون سے ذکر و فکر کی بات ہو رہی ہے کہ وہ بندہ اپنی روز مرہ زندگی میں جس حالت میں بھی ہو وہ اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ بظاہر اس آیت میں ذکر اللہ اس عمل کو کہا جارہا ہے کہ بندہ کسی بھی حالت میں ہو وہ اللہ کی یاد سے غافل نہ ہو۔ بظاہر اس آیت میں ذکر اللہ اس عمل کو کہا جارہا ہے کہ بندہ کسی بھی حالت میں ہو وہ زمین و آسمان کی پیدائش پر غور کرتا رہے کہ یہ دن رات کی تبدیلیاں کیوں کر اور کس طرح ہو رہی ہیں اور ہر ساتھ ساتھ بھی غور کرتا رہے کہ زمین و آسمان میں، جو اس کی ہزاروں لاکھوں نعمتیں ہیں چاہے انسان کی صورت میں، جانوروں کی صورت میں، معدنیات کی صورت میں، پھلوں کی صورت میں، میوے جات کی صورت میں، سبزیوں، پھلوں اور پھولوں کی صورت میں، گرمی، سردی، بارش، زلزلہ، آتش فشانی، بادلوں کی گرگڑاہٹ، بجلی کی چمک، لاکھوں ستاروں کی چالیں، انسان کی پیدائش، انسان کی اندر لاکھوں رگوں میں خون دوڑنا، دماغ کا استعمال گویا ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں نعمتیں ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم ہیں اور ان پر تحقیق، جستجو اور فکر کی دعوت اللہ کی جانب سے دی جارہی ہے اور ان افراد کو اللہ عزوجل عقلمند قرار دے رہا ہے۔ اب یہ بات مصدقہ ہوئی کہ پنج وقت نماز کے بعد سب سے بڑا ذکر اللہ کی آیات اور نشانیوں پر غور کرنا ہے۔

اللہ عزوجل اسی ذکر اللہ کا ذکر سورۃ النسآء میں بھی فرمایا اور بہت وضاحت کے ساتھ کہ جب ایک نماز سے فارغ ہو جاؤ اور دوسری نماز کا وقت ابھی شروع نہیں ہوا ہے تو دوسری نماز کے وقت تک پھر اسی ذکر میں مصروف ہو جاؤ اور ہر حالت میں اسی ذکر کو جاری رکھو کہ اللہ نے یہ کائنات اور کائنات کی ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں جو مخلوق پیدا کی ہے اور اس زمین و آسمان کے درمیان جو ہزاروں عمل ہو رہے ہیں اس پر غور کرتے رہو چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَاِذَا قَضَیۡتُمُ الصَّلٰوۃَ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِکُمۡ ۚ فَاِذَا اطۡمَاۡنَنۡتُمۡ فَاَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا (سُوۡرَۃُ النِّسَآء، آیت نمبر 103) پھر جب تم نماز پڑھ چکو تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیے پھر جب مطمئن ہو جاؤ، تو حسب دستور نماز قائم کرو بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔

اب اگر اس آیت کو اور سورہ ال عمران کی پچھلی دونوں آیات کو کمپیر کریں تو اللہ عزوجل نمازوں کے دوران انسانوں کو ذکر اللہ کی دعوت دے رہا ہے اور یہ ذکر اللہ بے شک ہر قسم کی تسبیحات بھی ہوسکتی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اللہ کی آیات اور نشانیوں پر غور و فکر بھی ذکر اللہ میں شامل ہے اور اپنے غور و فکر کرنے والوں کو اللہ عزوجل عقلمند بھی قرار دے رہا ہے۔

اگر آپ سورہ ال عمران کی دونوں آیات پر دوبارہ نظر ڈالیں تو یہ بات بھی واضح نظر آرہی ہے کہ مسلسل تجسس کی جو دعوت دی جارہی ہے تو یہ صفت تو ایک محقق کی بھی ہوتی ہے کہ وہ اپنی تحقیق میں بلا کسی آرام کے ہر حالت میں اپنی تحقیق میں غرق رہتا ہے تب ہی وہ ایک اچھا سائنسدان بھی بنتا ہے۔ سائنس تو ہے مسلسل تجسس اور تحقیق کا دوسرا نام اور یہ بات عام مشاہدہ میں ہے کہ ایک اچھا سائنسدان اسکالر جب کسی موضوع پر تحقیق کر رہا ہوتا ہے تو اس کا ذہن روز مرہ زندگی کی ہر حالت میں اسی طرف رہتا ہے اور وہ اس علم کی تحقیق سے متعلق تمام معلومات جاننے کی کوشش کرتا ہے اور ہر غور و فکر کے بعد اپنی جانب سے اس علم پر کلام کرتا ہے۔ دنیاوی علوم پر تحقیق و جستجو کرنے والے اس علم کی تمام معلومات کے بعد اس میں آگے تحقیق کرتے ہیں اور ہر کوئی قاعدہ وکلیہ قائم کرکے اس تحقیق کو آگے بڑھاتے ہیں۔ دنیا میں ہر زمانے میں یہ

قاعدہ رہا کہ ایک سائنسدان ایک یا زیادہ سے زیادہ دو مختلف فنون پر تحقیق کرپاتا ہے ورنا عموماً ایک Subject کا ماہر اپنے ہی عنوان پر تحقیق کرتا ہے مگر چودویں صدی ہجری میں ایک ایسا سائنسداں سامنے آیا جو ایک نہیں ان گنت علوم پر اپنی محققانہ رائے رکھتا ہے اور ساتھ ساتھ وہ تمام رائے تحریر میں بھی موجود ہے میری مراد ہے چودھویں ہجری کا مسلمان سائنسدان امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی۔

امام احمد رضا جہاں دینی علوم کے ہر شعبہ کے ماہر اور مستند محقق ہیں اسی طرح وہ دنیاوی علوم میں بھی ایک مستند اور محقق کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان دنیاوی علوم میں چاہے وہ علوم سوشل سائنسز کے ہوں وہ علوم لسنیات کے ہوں، وہ علوم طبعی یا حسابی سائنس کے ہوں وہ علوم چاہے میڈیکل سائنسز کے ہوں تمام ہی تمام اس زمانے کے مروجہ علوم پر انہوں نے تحقیق کی ہے جو کتابوں کی صورت میں آج بھی محفوظ ہے۔ امام احمد رضا چودھویں ہجری کے ایک ایسے سائنسدان اور محقق ہیں کہ انھوں نے دنیاوی علوم کسی بھی کالج، یونیورسٹی یا کسی بھی سائنسی ادارے میں کسی استاد سے بھی نہیں پڑھے مگر جب لکھتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ اس سبجیکٹ کے ماہر پروفیسر اور محقق ہیں۔ سوال پھر یہ پیدا ہوسکتا ہے کہ انھوں نے آخر یہ علم کہاں سے اور کس سے سیکھے تو اس کا جواب سند کے ساتھ یہ دے سکتا ہوں کہ انھوں نے ان تمام علوم کے احلالاحوں قرآن مجید اور صاحب قرآن سے سیکھے چنانچہ طالب علمی کے زمانے کا ایک سچا واقعہ بیان کررہا ہوں ملاحظہ کیجئے۔

حضرت ظفر الدین قادری رضوی جنھوں نے سب سے پہلے حیات اعلیٰ حضرت تصنیف کی تھی جس میں درجنوں واقعات بالشاہدہ نقل کیے ہیں ایسا ہی ایک واقعہ 1329ھ کا نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "ایک مرتبہ ڈاکٹر ضیاالدین صاحب نے "علم المربعات" کا ایک سوال اخبار روزنامہ دبدبۂ سکندری رامپور میں شائع کیا کہ کوئی ریاضی دان صاحب اس کا جواب دیں۔ اخبار دبدبۂ سکندری اعلیٰ حضرت کے یہاں آتا تھا۔ اعلیٰ حضرت نے جب اس سوال کو ملاحظہ فرمایا تو اس کا جواب تحریر فرمایا اور ساتھ ساتھ اس فن کا ایک سوال بھی جواب کے لیے تحریر فرمایا۔ جب وہ جواب اور پھر اعلیٰ حضرت کا سوال اخبار میں شائع ہوا تو ڈاکٹر صاحب موصوف کی نظر سے گزرا۔ ان کو حیرت ہوئی کہ ایک عالم دین بھی آج اس علم کو جانتا ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت کے سوال کا جواب ڈاکٹر صاحب نے اخبار دبدبۂ سکندری میں چھپوایا اتفاق سے ڈاکٹر صاحب کا جواب غلط تھا اعلیٰ حضرت نے اس کی تصیح کی۔ ڈاکٹر صاحب متحیر تو پہلے ہی تھے اب اپنے جواب کو غلط پاکر ان کو سخت تعجب ہوا اور کہا کہ یہ عالم دین صرف اس علم کو جانتا ہی نہیں ہے بلکہ اس میں کمال بھی رکھتا ہے۔" چنانچہ ملاقات کے لیے بریلی پہنچے۔

حضرت ظفر الدین بہاری اعلیٰ حضرت اور ڈاکٹر ضیاالدین کی ملاقات کا واقعہ بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: "ملاقات کے وقت اعلیٰ حضرت نے اپنا ایک قلمی رسالہ جس میں اکثر اشکال مثلث اور دوائر بنتے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو دکھایا۔ ہم لوگوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب نہایت حیرت واستعجاب سے اسے دیکھ رہے ہیں اور بالآخر فرمایا: "میں نے اس علم کو حاصل کرنے میں غیر ممالک کے اکثر سفر کئے مگر یہ باتیں کہیں بھی حاصل نہ ہوئیں، میں تو اپنے آپ کو بالکل طفیل مکتب (یعنی ابتدائی کتابوں کا طالب علم) سمجھ رہا ہوں۔ مولانا یہ تو فرمائے آپ کا اس فن میں استاد کون ہے"؟ اعلیٰ حضرت نے اس موقعہ پر جو جواب دیا وہ انتہائی قابل غور ہے اور راقم کے دعوے کی دلیل ہے کہ امام احمد رضا نے تمام دنیاوی علوم کسی فن کے استاد سے نہیں بلکہ خالق کائنات کی کتابِ آخر قرآن اور صاحب قرآن کی نظر کرم سے سیکھے چنانچہ اعلیٰ حضرت کا جواب ملاحظہ ہو:

"میرا کوئی استاد نہیں میں نے اپنے والد (مولانا مفتی نقی علی خان قادری برکاتی بریلوی) علیہ الرحمۃ سے صرف 4 قاعدے جمع، تفریق، ضرب، تقسیم محض اس لیے سیکھے تھے کہ ترکہ کے مسائل میں ان کی ضرورت پڑتی ہے۔ شرح چغمینی (فلسفہ کی بنیادی کتاب) پڑھنا شروع کی تھی کہ حضرت والد ماجد نے فرمایا کیوں اپنا اس میں وقت صرف کرتے ہو؟ مصطفیٰ ﷺ کی سرکار سے یہ تم کو خود ہی سکھا دیئے جائیں گے۔ چنانچہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں مکان کی چار دیواری کے اندر بیٹھا خود ہی کرتا رہتا ہوں۔ یہ سب سرکار ﷺ کا کرم ہے۔ اس کے بعد کسور اعشاریہ متوالیہ کی قوت کا تذکرہ آیا۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی وہی فرمایا کہ تیسری قوت تک ہے۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے میرے اور قناعت علی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ میرے یہ دو بچے بیٹھے ہیں انھیں جس قوت کا آپ سوال دیں یہ حل کردیں گے ڈاکٹر صاح متحیر ہو کر ہم دونوں کو دیکھنے لگے۔ (ظفر الدین بہاری، حیات اعلیٰ حضرت جلد ا، ص266، 269، مطبوعہ انڈیا)

اب چند علوم میں امام احمد رضا کی مہارت کی مثالیں ملاحظہ کیجئے۔

علم فلکیات و علم نجوم

اس علم میں ستاروں کی چالوں کے اعتبار سے واقعات کی تاریخ کا تعین کیا جاتا ہے امام احمد رضا علم نجوم و فلکیات میں بھی ایک ماہر کی حیثیت رکھتے تھے جس کا اظہار انھوں نے اپنی کئی قلمی تحریروں میں کیا ہے۔

چنانچہ اس علم کے حوالے سے آپ کے چند مندرجہ ذیل قلمی رسالے اس علم پر مکمل عبور اور دسترس رکھنے کا بین ثبوت ہیں یہ رسالے عربی اور فارسی زبان میں لکھے گئے ہیں۔

(۱)۔ استخراج تقویت کواکب (فارسی)
(۲)۔ استخراج وصول قمر برراس (فارسی)
(۳)۔ زاکی البہانی قوق الکواکب وضعفہا (فارسی)
(۴)۔ رسالہ العاد قمر (عربی)
(۵)۔ حاشیہ حدائق النجوم (عربی)

امام احمد رضا ان ستاروں، سیاروں کی چالوں سے اتنے زیادہ باخبر ہیں کہ ایک موقعہ پر آپ سے سوال کیا گیا کہ اہرام مصر کب اور کس نے تعمیر کیے؟ تو آپ نے اس کا جواب سیدنا امیر المؤمنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک قول سے دیاوہ قول یہ ہے "بنی المرمان انسرفی سرطان" یعنی اہرام مصر کی یہ دونوں بلند قامت عمارتیں اس وقت بنائی گئی جب "ستارہ نسر نے برج سرطان" میں تحویل کی تھی۔

امام احمد رضا چونکہ اس بات سے واقف تھے کہ ستارہ نسر 64 سال دینے اور 27 دن میں ایک درجۂ طے

کرتا ہے اور قول علی رضی اللہ عنہ کے مطابق ستر دنسر جب برج سرطان کی تحویل میں تھا تو اس وقت ستارہ نسر برج جدی کے 16 ویں درجے میں تھا اور اب تک وہ برج اور ساڑھے پندرہ درجے طے کر چکا ہے تو امام احمد رضا نے اس کی تعمیر کو اپنے زمانے تک 12640 سال آٹھ مہینے قرار دیا تھا اور مزید فرمایا کہ یہ تعمیرات سیدنا آدم علیہ اسلام کی پیدائش سے بھی 5750 سال پہلے جنات نے کی تھی۔

علم ہیئت

علم ہیئت (Physics) میں آپ کے متعدد رسائل ہیں
(۱)۔ حاشیہ اصول طبعی (عربی)
(۲)۔ نزول آیات قرآن بسکون زمین و آسمان (اردو)
(۳)۔ فوزِ مبین در ردِ حرکت زمین (اردو)
(۴)۔ معین مبین بر دور شمس وسکون وزمین (اردو)
(۵)۔ اکلمتہ الملمہ (اردو)

امام احمد رضا نے 100 سے زائد سائنسی دلائل سے یہ بات ثابت کی ہے کہ زمین اور آسمان بالکل ساکن ہیں آپ نے اپنی معرکتہ الارا تصنیف "فوز مبین در ردِ حرکت زمین" میں نیوٹن کے قوانین کا مکمل رد کیا ہے اور سب سے بڑی بات کہ آپ نے Gravity کے رد میں دلائل دیئے ہیں اور 100 سے زیادہ دلائل سے یہ بات ثابت کرنے کی سعی کی ہے کہ زمین مکمل طور پر ساکن ہے اور بقیہ تمام سیارے ستارے بشمول چاند اور سورج گھوم رہے ہیں۔

علم حجریات

علم حجریات علم ارضیات کی ایک شاخ ہے جس میں پتھروں سے متعلق معلومات حاصل کی جاتی ہیں کہ کون سا پتھر، معدنیات، ہیرے جواہرات کہاں کہاں اور کیسے بنتے ہیں اور ان کو کس طرح تقسیم کیا جاسکتا ہے اس علم کو Petrology بھی کہا جاتا ہے۔ اس علم میں معدنیات کو دھاتی Metalil اور غیر دھاتی Non metalil گروپ میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ Metal کی تعریف اتنی وضاحت کے ساتھ علم حجریات والے بھی نہ کرسکے جو تعریف امام احمد رضا نے کی ہے وہ ملاحظہ کیجئے آپ فرماتے ہیں: "شئہ (Metal) جب عمل نار (Heating) سے گزرے تو مائع (Liquid) کی طرح بہے (flow کرے) مگر اس کی دونوں اجزاء (Wet and dry particles) جدا (Seprate) نہ ہوں۔" (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۳، ص 581)

امام احمد رضا یہ گفتگو سرسری نہیں کررہے بلکہ وہ اس کے پورے Processes کو جانتے اور سمجھتے بھی ہیں چنانچہ وہ دھاتی معدنیات کے (Melling Proces) کو بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

زوبان (Meling) یعنی پگھل جانا وہ صورت ہے کہ اجزاً موجودہ کی گرہ (Bonding) قریب الخلال (یعنی نہایت نرم ہونے کے قریب) ہے نہ تو پوری طرح کھل گئی (Bond) اتنا کمزور نہیں ہوتا کہ اجزاً (Wet and dry partiles) جدا ہو جائیں کہ اثر نار (Heat) سے ان میں کے رطبہ اور یابسہ کو چھوڑ کر اڑ جائیں نہ وہ گرفت رہی کہ (دونوں اجزاً بند ہے معلوم ہوں) بند ہی رہے۔ لہٰذا یہ رطبہ (wet Particles) فراق (جدا) چاہ کر اڑنا چاہتے ہیں کہ اگ کی گرمی اس کی مقتضی (کہ آگ کہ باعث وہ اڑسکتے ہیں) اور گرہ (Brnding) بہت ست (Lvose) ہوگئی لیکن اجزاً یا سب (Dry Particles) انھیں یعنی (Wet Particles) کو نہیں چھوڑتے کہ ہنوز (یہاں تک کہ) تماسک (Cohesivencss Power to hold) باقی ہے اس کشمکش میں روانی نہ ہوئی مگر مع بقائے اتصال (کہ دونوں اجزاً جڑے رہے) زمین ہی پر رہے اس نے صدرت سیلان (Flow) پیدا کیا"۔ (فتاویٰ رضویہ، جدید، جلد 3، ص 581)

علم حجریات سے متعلق امام احمد رضا کے مندرجہ ذیل رسائل دیکھے جاسکتے ہیں:
(۱)۔ حسن التعمم لبیان حد التیمم
(۲)۔ المطر السعید علی نبت جنس الصعید
(۳)۔ الجد السدید فی نفی الاستعمال عن الصعید

علم صوتیات

علم ہیئت (Physics) کی ایک اہم شاخ جس میں آواز کی لہروں سے متعلق علم حاصل کیا جاتا ہے۔ اس زمانے میں تو اس علم نے انقلاب برپا کردیا ہے۔ ابتداً میں گرامو فون ہوکرتا تھا اور اب ہر ہاتھ میں موبائل فون ہے ان ہی آواز کی لہروں سے یعنی Sound Waves کے ذریعہ دنیا میں آنے والے زلزلوں کی پیائش ہوتی ہے۔ ان ہی لہروں کی باعث ہم زمین کی ساخت جاننے کے لائق ہوئے ہیں۔ اسی طرح ultra Sound کی مشینیں میں بھی آواز کی لہروں کی مدد سے مدد لی جاتی ہے۔ امام احمد رضا آواز کی لہروں کی Mechanism سے بھی بھرپور واقفیت رکھتے تھے وہ اس بات سے بہت اچھی طرح واقف تھے کہ خود آواز کیا چیز ہے یہ کیونکر پیدا ہوتی ہے، کیونکر کانوں کے ذریعہ سنے میں آتی ہے، کان سے باہر ہونے کے باوجود کیونکر کان کے ذریعہ سنائی دیتی ہے۔ یہ آواز کی لہریں پیدا ہونے کے بعد کیا ختم ہوجاتی ہیں اور یہ کیونکر فاصلے کے ساتھ ختم ہوجاتی ہیں اور کیا ان کو دوبارہ ریکارڈ کیا جاسکتا ہے وغیرہ وغیرہ چنانچہ آپ نے اس علم کی مہارت اپنے کئی رسالوں میں تحریر کی ہے مگر سب سے اہم رسالہ اس سلسلے میں "الکشف شافیہ حکم فونو جرافیا" پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے اس رسالے کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو: "عالم اسباب میں حدوث آواز کا سبب عادی یاقرح (Strikes/ collides) وقلع (Separati) ہے اور اس کے سننے کا وہ تموج کو تجدد (Renwed Undualation) و قرع تا ہوا نے جوف (کان) سمع ہے۔

محترک اول کے قرع سے ملا مجاور میں جو شکل و کیفیت مخصوصہ بنی تھی کہ شکل حرفی ہوئی تو وہی الفاظ وکلمات تھے ورنہ اور قسم کی آواز کے ساتھ قرع نے بوجہ لطافت اس مجاور کو جنبش (حرکت) بھی دی اس کی جنبش نے اپنے متصل (Next) کو قرع کیا اور وہی پٹھا (Harmonic Motion wave) کہ اس میں بنا تھا اس میں اتر گیا یونہی وہی آواز کی کاپیاں (آگے بنتی ہوئی لہریں) ہوتی چلی گئیں۔ جتنا فعل (فاصلہ/Distance) بڑھتا اور وسائط زیادہ ہوتے جاتے ہیں تموج (wave undvalation) و قرع (اگلی لہر میں) ضعف آتا جاتا ہے اور ٹھپکا ہلکا پڑتا ہے لہٰذا دور کی آواز کم سنائی دیتی ہے اور صرف سمجھ میں نہیں آتی یہاں تک کہ ایک حد (Limit) پر تموج (Wave) ختم ہوجاتی ہے۔ (الکشف شافیہ حکم فونو جرافیا، جلد دھم، ص 13، مطبوعہ، کراچی)

علم البحر Oceanography

علم البحر میں ایک شاخ سمندری موجوں سے تعلق

رکھتی ہے جس کو (Tides) کہا جاتا ہے۔ یہ Tides سمندری لہریں، کئی قسم کی ہوتی ہیں ان میں سے ایک قسم کو Lunar Tide کہا جاتا ہے۔ جن کو مد و جزر بھی کہتے ہیں۔ سائنس کی دنیا میں یہ اس وقت سمندر میں بلند ہوتی ہے جب چاند پورا ہوتا ہے اور سائنس کے مطابق پورا چاند سمندر کے پانی کو اپنی طرف کھینچتا ہے لہٰذا سمندر کی اونچی اونچی لہریں پیدا ہوتی ہیں مگر یہ دنیا کے صرف 3 سمندروں میں ریکارڈ کی جاتی ہیں یعنی انڈین، پیسافک اور اٹلانٹک میں بقیہ سمندر جیسے، کیپسن، بحر احمر، خلیج، بحر اسود، بحر مردار وغیرہ میں یہ مد جزر (Lunar Tides) نہیں دیکھی جاتیں۔ سائنس اس عمل کو چاند کی آواز Gravity کے مرھونِ منت قرار دیتا ہے۔ کہ جب چودھویں رات کو چاند مکمل ہوتا ہے اس وقت وہ دنیا سے قریب ہوتا ہے اور وہ پانی کو اپنی طرف کھینچتا ہے اس لیے یہ بلند سمندری لہریں پیدا ہوتی ہیں۔

امام احمد رضا سائنس کے اس فلسفے کا مکمل رد کرتے ہوئے اس کو (Blunder mistake) قرار دیتے ہیں اور مد وجزر کی وجہ بناتے ہوئے اس عمل کو (Oceanic Trenches) سے نکلنے والے Lava کو قرار دیتے ہیں کہ جب بیچو بیچ سمندری خنہ قوت (Oceanic Trenches) سے لادا باہر آتا ہے تو اس کی حدت (Heat) یعنی لاوے کی آگ کی حرارت پانی کو پہنچتی ہے اور وہ پانی کو اوپر اٹھاتا ہے جس کے باعث مد Tide کی صورت پیدا ہوتی ہے اور یہ عمل مسلسل صرف 3 بڑے سمندروں میں ہوتا ہے اس لیے امام احمد رضا کی تحقیق میں صرف ان ہی 3 سمندروں میں یہ Lonar Tide پیدا ہونا چاہیے آپ کے اپنے تحقیقی کلمات ملاحظہ کیجئے: "ہمارے یہاں تو ثابت ہی تھا کہ سمندر کے نیچے آگ ہے قرآن عظیم نے فرمایا" "والبحر المسجور" (سمندر سلگ رہے ہیں) اور حدیث میں ان تحت البحر نارا" (کہ سمندر کے نیچے آگ ہے) ہیات جدیدہ (Modern Physics) بھی اسے مانتی ہے۔ 1056ء میں بحر الکاہل سے دھواں نکلنا شروع ہوا اور مادہ آتشی (Volcanic Molten Material) کہ قعر دریا (Oceanic Trench) سے نکلا تھا مجتمع اور منجمد ہو کر سطح آب پر بشکل جزیرہ (Island) ہو گیا اس میں سوراخ (Pores) تھے جن سے ایسے شعلے نکلتے تھے، کہ دس میل تک روشن کرتے۔ طوفان آب کے اسباب سے ایک سبب دریا کے اندر (سمندر کے نیچے آگ کی خندقیں) بخار و دخان کا پیدا ہونا ہے۔ ایسے ہی بخارات اندر سے آتے اور پانی کو اٹھاتے ہوں یہ مد (Hightide) ہوا جیسے جوش کرنے میں پانی اونچا ہوتا ہے ان کے منتشر ہونے پر پانی بیٹھتا ہو یہ جزر Low) (Tide ہوا۔ (امام احمد رضا، فوز مبین در ردّ حرکتِ زمین، ص 57، مطبوعہ، انڈیا)

زلزلے آنے کے اسباب

زلزلے (Earthquake) علم ارضیات سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ زلزلہ کیسے آتا ہے، اس کے کیا کیا اسباب ہیں، زلزلہ مختلف علاقوں میں کیوں آتا ہے، زلزلہ تمام دنیا میں ایک ساتھ کیوں نہیں آتا، زلزلہ کبھی کم شدت کے ساتھ اور کبھی انتہائی شدت کے ساتھ کیوں آتا ہے۔ یہ وہ سوالات ہیں جن کا صحیح جواب علم ارضیات کے ماہرین ہی دے سکتے ہیں مگر امام احمد رضا علماء دین میں واحد عالم دین ہیں جو نہ صرف قرآن و حدیث کے علوم پر دسترس رکھتے ہیں اور مقام مجددیت پر فائز ہیں مگر ساتھ ہی دیگر دنیاوی علوم پر بھی مکمل دسترس رکھتے ہیں جس طرح پہلے چند علوم کی مثالیں پیش کی گئیں اسی طرح علم ارضیات کے بھی وہ ماہر ہیں اور انھوں نے اپنے فتاویٰ میں جہاں کسی نے زلزلے سے متعلق سوالات کئے تو اس کو تسلی بخش اور علم ارضیات کی اصلاحات کے ساتھ جوابات دئے ہیں اسی طرح جب ان سے سوال کیا گیا کہ "زلزلہ آنے کا کیا باعث ہے؟" تو اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"زلزلہ یوں پیدا ہوتا ہے کہ ایک پہاڑ تمام زمین کو محیط ہے (غالباً اس سے مراد Oceanic and Continental Crust کی تہہ ہے جو پوری زمین کو محیط ہے اور یہ سب آتشی چٹانوں کی تہہ ہے جو 10 کلومیٹر سے لے کر لگ بھگ 80 کلومیٹر کی موٹائی والی تہہ ہے) اس کے ریشے زمین کے اندر اندر سب جگہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں زمین کے اندر دور دور تک پھیلتی ہیں۔ جس زمین پر معاذ اللہ پھیلے ہوئے ہیں جیسے بڑے درخت کی جڑیں زمین کے اندر دور دور تک پھیلتی ہیں۔ جس زمین پر معاذ اللہ ذلزلہ کا حکم ہوتا ہے وہ پہاڑ اس جگہ کے ریشے Crvst) (Root کو جنبش دیتا ہے اور زمین ہلنے لگتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 12، صفحہ 189، مطبوعہ انڈیا)

ایک اور استفتاء میں پوچھے گئے مختلف سوالات، کہ جنبش ساری زمین میں ہونا چاہئے اور زلزلہ سب جگہ یکساں آنا چاہئے مگر زلزلہ کہیں کم کہیں زیادہ شدت کے ساتھ اور کہیں بالکل محسوس نہیں ہوتا اس کی کیا وجہ ہے؟

اس کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں: زمین اجزاً متفرق (separate Particle) کا نام ہے زمین زرات کے آپس میں جڑے رہنے سے بنی ہے اگر غور سے دیکھا جائے (کسی بھی Sample کو مائکرو اسکوپ میں) تو یہ سب متفرقہ اجزاً الگ الگ (مگر آپس میں جڑے ہوئے) نظر آئیں گے۔ ان کے درمیان جگہ (باریک باریک سوراخ جن کو Voids یا Pore کہا جاتا ہے) ہوتی ہے۔ حرکت (پہاڑوں کے Roots کی حرکت) کا اثر بعض اجزاً کو پہنچنا اور بعض کو نہ پہنچنا مستبعد (دور از قیاس) نہیں۔ زلزلہ اس لیے کہیں کم اور کہیں زیادہ محسوس ہوتا ہے کہ یہ پہاڑ کوئی ایک جسم تو نہیں زرہ زرہ جڑا ہوا ہے اور پھر ان کے درمیان سوراخ ہیں اس لیے جنبش جب کہیں شروع ہوتی ہے تو وہ آگے جا کر کم سے کم ہوتی چلی جاتی ہے اس لیے زلزلہ مختلف جگہ مختلف قوت کا ہوتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 12، ص 189-190، مطبوعہ انڈیا)

امام احمد رضا نے زلزلہ آنے کے اسباب اور کم زیادہ شدت کی جوبات اپنی تحریر میں کی ہے وہ عین علم ارضیات سے مطابقت رکھتی ہے۔ زلزلہ کے لیے فاصلہ کے ساتھ ساتھ کم ہونا اور اس کی وجہ بھی بتانا کہ زمین ایک جسم نہیں بلکہ ذرات پر مشتمل ہے جو آپس میں جڑے ہوتے ہیں اور ان کے درمیان جگہ یعنی باریک باریک سوراخ ہیں جس کے باعث جہاں زلزلہ آتا ہے اور اس کے اثرات ذرہ بہ ذرہ آگے بڑھتے ہیں تو جہاں Voids زیادہ ہوں گے اور ان کا سائز بڑا ہوتا جائے گا وہاں شدت کم ہوتی جائے گی یہاں تک کہ ایک مقام

آئے گا کہ زلزلہ کی شدت محسوس ہی نہ ہوگی۔ اسی طرح امام احمد رضا اور بھی اسی فتوے میں تفصیل بیان کی ہے جس کو علم ارضیات والے بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں یہاں بتانا مقصود یہ تھا کہ امام احمد رضا صرف عالم دین ہی نہیں وہ صرف عاشق رسول ہی نہیں وہ صرف اللہ کے عبادت گذار بندے ہی نہیں بلکہ وہ قرآن میں دیئے گئے تمام فطرت کے اصولوں کے جاننے والے اور ماہر ہیں اور ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے نبی کریم ﷺ سے گہری وابستگی کے باعث خود ان سے علم حاصل کرتے ہیں اور یوں وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے دیے ہوئے علوم سے لوگوں کو آگاہی دیتے ہیں۔ یہاں تو چند علوم کی مختصر مثالیں دے سکا اس کے لیے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں اور یہ میرا یقین ہے کہ دورِ حاضر کے اعتبار سے بھی اگر امام احمد رضا کی تحریر کو مطالعہ کیا جائے گا تو ہر علم سے متعلق آپ کی مستند آراء سامنے آسکتی ہے جس سے ہم ترقی کرسکتے ہیں کاش کہ امام احمد رضا کی تعلیمات کو ہر کسی تک پہنچایا جاسکے۔

❑❑❑

رسائلِ مولانا حسن رضا خاں بریلوی کی اشاعت

محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی (اتر کھنڈ، انڈیا)

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امام شعر وسخن، شہنشاہِ فکر وفن، ذوالمجد والمنن، استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خان حسؔن بریلوی علیہ الرحمہ کی ذات گرامی وقار کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ استاذ زمن کی عظمتوں رفعتوں میں بھلا کیا شبہہ ہوسکتا ہے۔ انجمن شعر وسخن ہو یا میدان علم وفن ہر جگہ آپ کی ذات بابرکات نمایاں حیثیت کی حامل نظر آتی ہے۔ زیر نظر مجموعۂ رسائل آپ ہی کے قلم کا شاہکار ہیں جس کی تعریف میں کچھ کہنا چھوٹا منھ بڑی بات کے مترادف ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: قدر المؤلَّف بقدر المؤلِّف۔ یعنی کتاب کی قدر وقیمت مصنف کتاب کی عظمتوں پر منحصر ہے۔ اگر مصنف کتاب عظیم وباوقار ہو تو یقیناً کتاب بھی لائق صد افتخار ہوا کرتی ہے۔

حضرت موصوف نے بہت سارا علمی سرمایا قوم کو عطا فرمایا؛ لیکن اپنوں کی بے توجہی کہی جائے یا ماحول کی ستم ظریفی کہ اب تک عوام تو عوام خواص بھی حضرت کے اس علمی سرمائے سے من کل الوجوہ مستفید ہونے سے قاصر ہیں۔ مزید برآں اکابر کا علمی سرمایا صرف لائبریریوں میں سجانے یا تہ خانوں میں دیمک کی خوراک بنانے کے لیے نہیں ہے بلکہ وہ عوام وخواص سب کے استفادہ کے لیے ہے آج ضرورت ہے کہ اکابر کا گراں مایہ علمی سرمایا منظر عام پر لایا جائے اور عوام وخواص کو استفادہ کا موقع دیا جائے۔

"رسائل حسن" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جو محترم جناب ثاقب رضا قادری صاحب، اور پیکر خلوص حضرت علامہ محمد افروز قادری چریاکوٹی بارک اللہ فیہما کی اجتماعی کوششوں اور کاوشوں سے عنقریب منصہ شہود پر جلوہ فگن ہونے والی ہے۔ ان دونوں محترم شخصیات نے ان قدیم ونایاب رسائل کی بازیابی سے اشاعت تک کا جو طویل سفر طے کیا اس میں انہیں کیا کیا دشواریاں اور پریشانیاں پیش آئی ہوں گی اس کا اندازہ وہی لگا سکتے ہیں جو اس راہ کے مسافر ہیں، جو صرف کتب بینی ہی نہیں قلم رانی کا بھی شوق رکھتے ہیں جن کا منشا اپنے بزرگوں کے اثاثہ کو بہر استفادہ واستفاضہ ہر قاری تک پہنچانا ہے۔

آمدم برسر مطلب: جناب محب گرامی وقار محترم ثاقب رضا صاحب نے اپنی اس کاوش کو منظرعام پر لانے سے قبل احقر سے اس کے تعارف کو بطور تبصرہ پیش کرنے کا حکم عطا فرمایا۔ میں گرچہ اس کا اہل نہیں؛ لیکن تعمیل حکم مقصود ہے؛ اس لیے بسبب شرف سعادت چند سطور قلمبند کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

"رسائل حسن" استاذ زمن حضرت علامہ حسن علیہ الرحمہ کے قیمتی علمی وتحقیقی وتنقیدی مضامین سے مزین ادبی وفنی محاسن سے مملو رسائل کا مجموعہ ہے۔ کتاب کا سرورق خوبصورت ودل آویز ہے، اور کیوں نہ ہو کہ اس میں صاحب رسائل حضرت علامہ حسن کے مزار پر انوار کا عکس جو منقش ہے۔ سرورق میں صاحب رسائل کے اسم گرامی کا جو دیدہ زیب نظارہ ہے اس کو دیکھ کر قاری ضرور ایک بار یہ کہنے پر مجبور ہو جائے گا کہ اسم حسن کو جس حسن وخوبی سے سجایا گیا ہے وہ کسی مرد حسن ہی کا کام ہے۔ مرتبین میں 'محمد ثاقب رضا قادری پاکستان، اور محمد افروز قادری چریاکوٹی کے اسماء کا اندراج بڑی ہی سادگی کے پیرائے میں رکھا گیا ہے۔ لمبے چوڑے القاب وخطابات یا سرورق پر عام طور پر ہونے والے تعارف نامے سے گریز کیا گیا ہے۔ مصنّفین ومرتبین ومؤلفین کے لیے یہ بات لائق تقلید ہے۔

کتاب کی اشاعت کا سہرا 'اکبر بک سیلر لاہور' کے سر بندھا ہے۔ کتاب کھولنے کے بعد پہلے صفحہ پر رسائل حسن کا قدرے تعارف ہے۔ دوسرے صفحہ پر کتاب سے متعلق تفصیلات درج ہیں جس میں غرض وغایت کے حوالے سے یہ سطر تحریر ہے: تحفظ وترویج اثاثہ علماے اہلسنّت وجماعت' نیز اس کا بھی خلاصہ کر دیا گیا ہے کہ یہ کتاب ۶۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ صفحہ ۳ پر عرض ناشر کے عنوان سے محترم جناب محمد اکبر عطاری صاحب سلمہ کا مضمون ہے جس میں انہوں نے علامہ حسن اور رسائل حسن نیز مرتبین کا ذکر جمیل کیا ہے۔ صفحہ ۴ پر مرتبین کی جانب سے اس کتاب کا انتساب دو عظیم بارگاہوں کی طرف کیا گیا ہے: سلطان العارفین سید نوری میاں قدس سرہ اور مجددِ دین وملت اعلیٰ حضرت قدس سرہ۔ انتساب میں ان دونوں حضرات کا انتخاب بلاشبہ حسن انتخاب ہے۔ صفحہ ۵ پر خضر راہ کے عنوان سے رسائل حسن کے صفحات کی نشاندہی کی گئی ہے تاکہ قاری حسب منشا رسالہ کا مطالعہ کر سکے۔

صفحہ ۶ سے ۱۷ تک مرتبین کی جانب سے حرف

آغاز کے عنوان سے ایک طویل مضمون ہے جس میں دیگر باتوں سے قطع نظر رسائل حسن کا اجمالی تعارف بھی درج ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۳۸ تک ذکر حسن کے عنوان سے استاد زمن علامہ حسن کی سوانح کا قدرے تفصیلی خاکہ پیش کیا گیا ہے، جو یقیناً قابل مطالعہ ہے۔

صفحہ ۳۹ سے رسائل حسن کا سلسلہ شروع ہے اس سلسلہ کی پہلی کڑی رسالہ دین حسن ہے۔

دین حسن: یہ رسالہ ۳۹ سے ۸۴ تک ۴۵ صفحات پر منتشر ہے۔ اس رسالہ کی پہلی اشاعت سے متعلق احقر کو علم نہیں۔ احقر کے پاس یہ رسالہ کتابی شکل میں موجود نہیں ہے البتہ خانوادۂ رضویہ کا یادگار رسالہ الرضا کے جمادی الاخری ۱۳۳۹ھ کے شمارے میں اس رسالہ کو شامل کیا گیا تھا وہ احقر کے پاس موجود ہے۔ احقر نے اسے سرسری نظر سے پڑھا اور اسے اپنے موضوع کی ایک بے مثال کتاب پایا۔ رسالہ الرضا میں اس کتاب کا تعارف درج ذیل الفاظ میں کیا گیا ہے:

یہ نادر و نایاب کتاب ہے جس میں مصنف اعلام نے اپنے زور قلم سے اسلام کی حقانیت اور دین مبین کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ ابتدائی صفحات میں صحابہ کرام کے بعض اہم واقعات ذکر کیے ہیں جن میں کا ہر ایک واقعہ تاریخی واقعہ ہونے کے علاوہ بطور خود ایک مستقل دلیل ہے۔ اس کے بعد دنیا کے ان مشہور فلا سفروں اور سرزمین ہند کے ان نام آور پنڈتوں کی تحریریں نقل کی ہیں جن سے اِس مقدس دین کی سچائی نے اپنی تعریف کے خطبے پڑھوالیے۔ تو یہ کتاب اسلام کی مختصر تاریخ اور ہنود و نصاریٰ کی ان عقلی دلائل و مدائح کا مجموعہ ہے جو انہوں نے اپنے ادراک واحساس کے موافق اپنے الفاظ میں لکھے ہیں پھر ان سب پر سلیس عبارت اور نفیس زبان نے لطف بیان اور بھی دوبالا کر دیا ہے، اور کیوں نہ ہو جب کہ ہندوستان کے مشہور اُردو نگار حضرت مولانا مولوی محمد حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ کی اعلیٰ تصنیف ہے'۔

نگارستانِ لطافت: صفحہ ۸۵ سے دوسرا رسالہ مسمّی بہ نگارستان لطافت شروع ہوتا ہے۔ یہ رسالہ ۶۹ صفحات کو محیط ہے۔ اس رسالہ کا موضوع میلاد رسول ہے۔ علامہ نے اس میں نظم و نثر دونوں انداز میں خامہ فرسائی کی ہے۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے ایک طرف ادبی و شعری گل ریزی سے قاری کا ذہن و دماغ معطر ہو گا تو دوسری طرف نثری اسلوب بیان کی چاشنی سے قاری کی زبان لطف اندوز ہو گی۔

اس رسالہ کی پہلی طباعت ۱۳۰۲ھ میں ہوئی جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا درج ذیل تاریخی قطعہ اس کا صاف پتہ دے رہا ہے:

یافت حسنؔ حُسنِ تحسیں
از حسان در ذکرِ حسیں
گفت رضاؔ تاریخ چنیں
نعت اشرف قبلۂ دیں' [۱۳۰۲ھ]

تزک مرتضوی: صفحہ ۱۵۵ سے رسالہ 'الرائحة العنبریہ من المجمرة الحیدریة' معروف بہ 'تُزک مرتضوی' کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ رسالہ صفحہ ۱۹۱ تک ہے؛ یعنی یہ رسالہ ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ میں مصنف موصوف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت وعظمت و رفعت پر تفصیلی کلام فرمایا ہے، نیز اہل سنت کے حوالے سے فرقۂ تفضیلیہ کی طرف سے شیخین پر کیے جانے والے اعتراضات والزامات کے دندان شکن جوابات بھی قلمبند فرمائے ہیں۔ یہ رسالہ اپنی نظیر آپ ہے۔

اس رسالہ کی پہلی طباعت مطبع جماعت تجارت میرٹھ سے ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ "الرائحة العنبریہ من المجمرة الحیدریة" سن ہجری [۱۳۰۰ھ] اور "تُزک مرتضوی" سے سن عیسوی ۱۸۸۳ء برآمد ہوتی ہے۔ مزید بر آں مدتِ مدید کے بعد گزشتہ برس یہ کتاب محترم افروز قادری صاحب چریاکوٹی کے تحشیہ و تخریج و ترتیب جدید سے مزین ہو کر محترم ثاقب صاحب کی مدد سے منظر عام پر آچکی ہے۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ اب تک اس کتاب کو تصانیف اعلیٰ حضرت کے خانہ میں رکھا جاتا تھا مگر اس مجموعہ کے مرتب جناب محترم ثاقب صاحب نے انکشاف جام نور میں اپنے ایک مضمون میں کیا وہ لکھتے ہیں: 'ردِ تفضیل پر مولانا حسن رضا کی ایک نادر و نایاب تالیف ہے..... سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے: 'الحمدللہ کہ در فضائل علیہ جناب مولیٰ علی رضی اللہ عنہ مع بعض دلائل مختصر و عام فہم مسئلہ تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایں رسالۂ سیف قاطع و برق لامع مسمّٰی بنام تاریخی 'الرائحة العنبریة من المجمرة الحیدریة' [۱۳۰۰ھ] ملقب بلقب مشعر سال عیسوی اعنی 'تزک مرتضوی' [۱۸۸۳ء]۔ از تالیف لطیف: جناب مولوی حسن رضا خان صاحب حسنؔ قادری برکاتی ابو الحسینی بریلوی بفرمائش جناب مولوی غلام شبر صاحب قادری برکاتی ابو الحسینی بدایونی'۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم صفحہ ۴۴ پر اس کتاب کو اعلیٰ حضرت کی تصنیف شمار کیا ہے۔ تصانیف اعلیٰ حضرت میں اس کا نمبر شمار ۳۰۵ درج ہے۔ مزید صفحہ نمبر ۱۴۸ پر رد نواصب کے عنوان کے تحت اعلیٰ حضرت کی تصنیف کے طور پر بیان کیا ہے۔ مزید صفحہ نمبر ۲۰۶ پر 'رد تفضیلیہ' کے عنوان سے سات تصانیف کے نام لکھے، جن میں سے ایک 'الرائحة العنبریة من المجمرة الحیدریة المعروف بہ تزک مرتضوی' ہے۔

آئینۂ قیامت: اس کے بعد صفحہ ۲۹۳ سے رسالہ آئینۂ قیامت کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ رسالہ خاص طور پر کربلا کے معرکۃ الآرا واقعہ پر مشتمل ہے۔ ابتدا میں حسنین کریمین کی فضیلت پر مشتمل احادیث کریمہ بھی نقل کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سارا علمی و تحقیقی مواد اس رسالہ میں موجود ہے۔ رسالہ ھٰذا میں روایات صحیحہ کو بیان کرنے کا اِلتزام کیا گیا ہے۔ واقعہ کربلا سے متعلق اس کتاب کو اِستناد کا درجہ حاصل ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ "حسن میاں مرحوم میرے بھائی کی کتاب آئینہ قیامت میں صحیح روایات ہیں اسے سننا چاہیے۔" یہ رسالہ ۶۵ صفحات کو محیط ہے۔

بے موقع فریاد کے مہذب جواب: اس کے بعد رسالہ "بے موقع فریاد کے مہذب جواب" کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ رسالہ ۷۵ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس رسالہ کے نام کے حروف سے عدد ۱۳۱۲ھ برآمد ہے، جو اس رسالہ کی طباعت کا پتہ دے رہا ہے۔ یہ رسالہ دراصل پنڈت بشن نرائن کی کتاب 'انگریزوں سے ہندوستانیوں کی فریاد'۔ جو گاؤکشی کی مذمت پر مبنی ہے جس میں گائے کی حلت سے متعلق اسلامی نظریہ کی

تردید کی گئی ہے۔ کا جواب لاجواب ہے۔

سوالات حقائق نما بروس ندوۃ العلماء: صفحہ ۳۳۵سے رسالہ "سوالات حقائق نما بر روس ندوۃ العلماء [۱۳۱۳ھ]" شروع ہوتا ہے۔ یہ ۱۳۱۳ہجری میں نادری پریس، بریلی سے پہلی بار طبع ہوا۔ ۲۵ صفحات پر مشتمل اس رسالہ میں ندوہ کے مفاسد اور خامیوں کی نشاندہی پر مبنی ستر سوالات ہیں، جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے خود ندوہ کی درخواست پر تحریر فرمائے تھے، جس کے جواب سے اہل ندوہ آج تک قاصر ہیں۔ جس کا ذکر خود سیدی اعلیٰ حضرت نے چراغِ انس میں اس طرح فرمایا:

میرے ستر سوال کا قرضہ
نہ ادا ہو سکا محب رسول

فتاوی القدوۃ لکشف دفین الندوہ: اس کے بعد رسالہ 'فتاوی القدوۃ لکشف دفین الندوہ' کی ابتدا ہوتی ہے۔ رسالہ کا یہ تاریخی نام ہے، سن ۱۳۱۳ ہجری اس سے بر آمد ہوتی ہے جو اس کی طباعت کی تاریخ ہے۔

اس رسالہ میں اعلیٰ حضرت نے دس فتاوی تحریر فرمائے ہیں، جن میں ندوہ کے اقوالِ قبیحہ اسی کی کتابوں سے درج فرماکر سوالات بھی قائم کیے ہیں، اور جوابات کا مطالبہ فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے ان فتاوی پر ہندوستان کے مشاہیر علما کی تصدیقات بھی درج ہیں۔ علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ نے ان فتاوی کو ترتیب دے کر کتابی شکل میں منظر عام پر پیش فرمایا۔ بایں سبب سرورق پر تالیف کے حوالے سے آپ کا اسم گرامی مندرج ہے۔ علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے حیات اعلیٰ حضرت اور المجمل المعدد لتالیفات المجدد میں اس رسالے کو اعلیٰ حضرت سے منسوب فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ۳۶۳سے ۳۸۹ تک صفحات پر بکھرا ہوا ہے۔

ندوہ کا تیجہ رُوداد سوم کا نتیجہ: صفحہ ۳۹۰سے رسالہ "ندوہ کا تیجہ رُودادِ سوم کا نتیجہ" کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ اس رسالہ کا تاریخی نام ہے جس کے عدد ۱۳۱۴ھ نکلتے ہیں جس سے اس کی سن طباعت کا پتہ چلتا ہے۔ یہ رسالہ ندوۃ العلما کی دعوت اتحادواتفاق کے درپردہ مضمر مقصود اصلی کے انکشاف نیز اہل ندوہ کی اوہام پرستی، چیرہ دستی کے سدباب اور اتہامات والزامات واعتراضات کے معقول جوابات پر مبنی ہے۔ یہ رسالہ ۸۰ صفحات کی ضخامت پر مشتمل ہے۔

مرتب رسائل ھٰذا نے اس کتاب سے متعلق بھی ایک حقیقت کا انکشاف کیا ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون میں اس کتاب کو علامہ حسن رضا کی تصنیف شمار کیا ہے، حالانکہ حضرت علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ نے اس کتاب کو اعلیٰ حضرت کی تصنیف قرار دیا ہے۔ محترم موصوف ثاقب قادری صاحب رقم طراز ہیں: یہ کتاب مشتملہ ۶۱ صفحات مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی سے ۱۳۱۴ھ میں طبع ہوئی۔ سرورق پر یہ عبارت تحریر ہے:

"الحمدللہ یہ مبارک رسالہ جس میں بہت روشن و دل پسند و عام فہم و سود مند بیان سے ظاہر کیا ہے کہ ندوہ کا اصل مقصد کیا ہے اور اس دعوت اتحاد و اتفاق کی کس خیال پر بنا ہے، اس ندوہ اخیر کو ندوہ سابقہ دارالندوہ سے علاقہ کتنا ہے۔ آخر میں ندوہ کی مختصر رُوداد سوم کی نامہذب دشناموں باطل اتہاموں کے معقول جواب مظہر صواب (تحریر ہیں۔)"

سرورق پر مولانا حسن رضا کا نام یوں تحریر ہے:

"مداحِ مصطفی خادم الاولیا صاحب طبع نقاد و ذہن وقاد جناب مولانا مولوی محمد حسن رضا خان صاحب حسنؔ قادری برکاتی ابُو الحسینی سلمہم اللّٰہ عن الافات والمحن"۔

حیات اعلیٰ حضرت جلد دوم صفحہ ۴۵ اور ص ۲۰۲ پر اس کتاب کو اعلیٰ حضرت کی تصنیف شمار کیا ہے۔ تصانیف اعلیٰ حضرت میں اس کا نمبر شمار ۳۱۸ درج ہے۔

ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری: اس کے بعد رسالہ 'ہدایت نوری بجواب اطلاع ضروری' شروع ہوتا ہے۔ اس کی سن اشاعت ۱۳۳۲ ہجری ہے۔ یہ رسالہ محترم ثاقب رضا قادری صاحب کی تحقیق کے مطابق علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ کی جانب سے جاری کردہ ماہنامہ 'قہر الدیّان علی مرتدِ بقادیان' میں قسطوار شائع ہوا؛ البتہ دوسرا شمارہ دستیاب نہ ہونے کے سبب پہلی قسط ہی کو شائع کر دیا گیا ہے۔ یہ رسالہ رد قادیانیت پر مشتمل ہے۔ اس میں قادیانی کفریات وخرافات و مغلطات بیان کیے گئے ہیں نیز ان کے دندان شکن جوابات بھی دیے گیے ہیں۔ یہ رسالہ ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

اظہار رُوداد: صفحہ ۴۸۳سے "اظہار رُوداد" کا آغاز ہوتا ہے۔ یہ اس روداد کا تاریخی نام ہے، جس سے سن ۱۳۲۲ ہجری بر آمد ہوتی ہے۔ یہ مدرسہ منظر الاسلام کے سال اوّل یعنی ۱۳۲۲ھ کی روداد ہے۔ ۷۴ صفحات پر مشتمل اس روداد میں مدرسہ کے معاونین وچندہ دہندگان کے اسماے گرامی درج ہیں۔ نیز مدرسہ سے جاری شدہ آٹھ فتاوی بھی اس میں شامل ہیں۔ علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ نے ۱۳۲۲ھ میں اسے ترتیب دے کر شائع فرمایا۔

کوائف اخراجات: اس کے بعد "کوائف اخراجات" کی ابتدا ہوتی ہے۔ یہ رسالہ کا تاریخی نام ہے۔ رسالہ کے نام سے ۱۳۲۳ کا عدد نکلتا ہے، جو اس روداد کی سن طباعت کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ علامہ حسن رضا نے اسے مرتب فرمایا، اور مطبع اہل سنت و جماعت، بریلی سے اس کی طباعت واشاعت ہوئی۔ ۱۲ صفحات پر مشتمل یہ روداد منظر اسلام کے سال دوم کی روداد ہے۔ اس میں سال بھر کی آمدنی واخراجات کی تفصیل، طلبا کی تعداد، داخل نصاب کتب کی فہرست، اور اساتذہ و ممتحن حضرات کے اَسما کا ذکر کیا گیا ہے۔ نیز علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ کی مدرسہ سے متعلق کارکردگی پر حضرت شاہ سلامت اللہ رامپوری علیہ الرحمہ کا درج ذیل تاثر بھی شامل کیا گیا ہے۔

"ہمت عالی اور توجہ خاص منتظم دفتر جناب مولانا حسن رضا خان صاحب دام مجدہم سے اُمید کامل ہے کہ اس مدرسہ مبارکہ سے جس کی نظیر اقلیم ہند میں کہیں نہیں ہے، ایسے برکات فائض ہوں جو تمام اطراف و جوانب کی ظلمات اور کدُورات کو مٹائیں اور ترویج عقائد حقہ مُنیفہ اور ملت بیضاء شریفہ حنیفہ کے لئے ایسی مشعلیں روشن ہوں جن سے تمام عالم منور ہو"۔

اور آخر میں صفحہ ۵۴۳سے ۶۲۳تک "باقیات حسن" کے نام سے علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ کے گراں مایہ مضامین ومقالات اشتہارات ومکتوبات اور دیگر متفرق تحریریں شامل کی گئی ہیں۔ اشتہارات ومکتوبات عام طور پر ندوہ سے متعلق ہیں۔ مضامین ومقالات میں غزوۂ تبوک ویرموک وغیرہ عناوین شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی علمی تحریریں ہیں

جو قاری کے لیے خالی از فائدہ نہیں۔

اور آخر میں بیرونی صفحہ پر علامہ حسن رضا علیہ الرحمہ اور رسائل حسن کا ذکر جمیل کیا گیا ہے، نیز رسائل کی اشاعت سے متعلق قلبی فرحت اور مسرت کا اظہار کیا گیا ہے۔ اس طرح یہ مجموعہ رسائل بحسن و خوبی کو تکمیل کو پہنچتا ہے۔

علاوہ ازیں رسالہ کی اس خوبصورت انداز میں ترتیب، رسائل میں موجودہ عربی وفارسی عبارات کی عام فہم ترجمانی، آیات کریمہ واحادیث نبویہ کی ترجمانی کے ساتھ ساتھ تخریج اور پیچیدہ عبارات کی حاشیہ میں وضاحت جیسی خوبیوں سے اس مجموعہ کو مزین کیا گیا ہے۔ یہ سارا کمال مرتبین مجموعہ جناب محترم ثاقب رضا قادری اور محترم علامہ محمد افروز قادری صاحب چریاکوٹی کا ہے، جنہوں نے اپنی انتھک محنت وجد و جہد سے اس مجموعہ رسائل حسن کو شکل حسن دینے کی کوشش کی ہے۔ مرتبین کی یہ کاوش یقیناانہیں سربلند کرے گی، اور ممتاز و منفرد افراد کی صف میں انہیں انفرادی وامتیازی شان عطا کرے گی۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ ان دونوں محترم حضرات کو بطفیل علامہ حسن ورسائل حسن دینی ودنیاوی ترقیاں و کامیابیاں وکامرانیاں عطافرمائے۔ ان کی اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے، مزید علم وعمل کی توفیق بخشے، دارین کی نعمتوں برکتوں سے سرفراز فرمائے۔ اور ان کی اس کاوش کو مقبول انام بنائے۔ آمین بجق النبی الامین المتین۔

معروف ادیب وشاعر ڈاکٹر محمد حسین مشاہدؔ رضوی کا "رسائل حسن" پر منظوم تبصرہ

ہے یہ استاذ زمن کے فکر و فن کا شاہکار
سرخرو ہوں ثاقبؔ و افروزؔ اے پروردگار
ان کی کاوش سے ہے یہ پیش نظر احباب کے
اہل سنت کے سروں سے ہے اُتارا ایک بار
اس میں شامل ہیں حسنؔ کے نثری گلدستے سبھی
علم و حکمت کے ہیں بکھرے گوہر ہائے آبدار
عرق ریزی سے سجایا ہے یہ گل ہائے شرف
دیجئے ان کو دعا کہ یہ رہیں باغ و بہار
میں مشاہدؔ معترف ہوں ان کے اس احسان کا
ربّ تعالیٰ دے جزائے خیر ان کو بے شمار

❑❑❑

نبیرۂ شاہ وصی احمد محدث سورتی: حکیم قاری احمد پیلی بھیتی

سیدہ بینش حماد (کراچی)

حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی ۲۸/ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ بمطابق ۲۰/ دسمبر ۱۹۱۱ء بروز بدھ پیدا ہوئے۔ آپ کی جائے پیدائش گنج مراد آباد ہے۔ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ جو اس وقت گنج مراد آباد میں ہی موجود تھے آپ کا نام اپنے پیرومرشد کی نسبت سے "فضل محمد" رکھا۔ قاری احمد شیر خواری میں جب ورتے تھے تو اُن کی آواز ایسی لگتی تھی جیسے کوئی قرأت کر رہا ہو اسی حلق سے رونے کی بناء پر محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو "قاری" کہہ کر مخاطب کیا۔ آپ کی پرورش بڑے لاڈ و پیار سے ہوئی تھی۔ آپ نے ابتدائی تعلیم مولانا عبدالحئی پیلی بھیتی خلف الرشید مولانا عبدالطیف سورتی اور ابوالمساکین مولانا ضیاء الدین پیلی بھیتی سے حاصل کی۔ بچپن میں آپ کو حصولِ علم سے کوئی خاص شغف نہیں تھا پر ۱۹۲۹ء کے آخر میں ملیریا میں مبتلا ہوگئے چنانچہ آپ کے والدِ گرامی نے آپ کی بیماری کی تفصیلات حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو تحریر کیں اور آپ کو اُن کی خدمت میں بھیج دیا۔ پیر صاحب نے اپنے دستِ مبارک پر آپ کو بیعت کیا اور قاری غلام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے قرأت سیکھنے کا حکم دیا۔ چار ماہ پیرو مرشد کی خدمت میں رہ کر آپ پیلی بھیت لوٹ آئے۔

اپنے والدِ گرامی سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد کے انتقال کے بعد آپ کی ذمّہ داریوں میں بتدریج اضافہ ہوتا گیا لہٰذا حصولِ علم اور تلاشِ معاش کے لیے آپ نے دہلی کا سفر اختیار کیا اور وہاں پہنچ کر مدرسئہ امینیہ میں داخلہ لے لیا ساتھ ہی ایک دُکان پر ملازمت کرلی۔ دوسال دہلی میں قیام کے بعد پیلی بھیت واپس آگئے اور ۱۹۳۶ء میں طیبہ کالج لکھنؤ سے حکمت کی سند حاصل کی۔ آپ نے پیلی بھیت واپسی پر حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے اُس تبلیغی مشن کی تجدید کی جو سلطان الواعظین مولانا عبدالاحد کی رحلت کے بعد کسی حد تک ختم ہو گیا تھا۔

مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ایک جہدِ مسلسل سے تعبیر ہے۔ آپ کی شخصیت کے کئی سحر انگیز پہلو ہیں جنہیں نوک قلم سے محض چند سطروں میں کاغذ پر اُتارنا میرے لیے یقینی طور پر جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

مولانا حکیم قاری احمد کو خانقاہِ رضویہ بریلی سے خاص عقیدت تھی۔ آپ کی عقیدت کا یہ عالم تھا کہ ہر سال اعلیٰ حضرت کے عرس میں تشریف لے جاتے اور تقریر فرماتے۔ آپ نے پیلی بھیت میں عید میلاد النبی ﷺ کی تقریبات اور محافلِ دورود وسلام کا خاص طور پر انعقاد کیا۔

آپ اپنے والدِ گرامی کی طرح دو قومی نظریہ کے علمبردار تھے۔ شعلہ بیانی آپکو ورثے میں ملی تھی۔ اعلیٰ پائے کے مقرر تھے۔ آپ نے دو قومی نظریئے کے حامی کی حیثیت سے تحریکِ پاکستان میں بھی حصّہ لیا اور ۱۹۳۶ء کے بعد مسلم لیگ کی تنظیم نو میں ایک کارکن کی حیثیت سے حصّہ لیا اور بہت جلد روہیلکھنڈ خاص طور پر پیلی بھیت اور اس کی تحصیل میں مسلم لیگ کو ایک مستحکم جماعت بنا دیا۔ قائدِ اعظم محمد علی جناح ۷/ مارچ ۱۹۳۹ء کو جب بریلی آئے تو مولانا قاری احمد ایک بڑا

جلوس پیلی بھیت سے لے کر بریلی پہنچے اور قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا پُر جوش استقبال کیا جلوسِ مذکور میں سینکڑوں کارکنوں نے شرکت کی جس کی قیادت مولانا نے کی۔ مولانا قاری احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیفِ کثیرہ میں سے ایک ”تاریخ ہندوپاک“ میں قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی بریلی آمد کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔ ۱۹۳۹ء کے اواخر میں ہی جب کانگریس وزارتوں کے خاتمہ پر مسلمانانِ ہند نے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی اپیل پر جوش و خروش سے یومِ نجات منایا تو اس موقع پر مولانا قاری احمد پیلی بھیتی نے مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے پیلی بھیت میں ایک کامیاب جلسہ کیا اور جلوس نکالا جس کے نتیجے میں مقامی انتظامیہ نے آپ کو گرفتار کرلیا۔ آپ چونکہ مسلم لیگ کے اجلاسوں میں ایک کامیاب مقرر کے طور پر سامنے آئے تھے لہٰذا اس اقدام سے پیلی بھیت کے مقامی لوگوں میں اشتعال پھیل گیا۔ بریلی، بدایوں، رامپور، شاہجہاں پور وغیرہ میں آپ کی تقاریر کا بہت شہرہ تھا۔ مسلم لیگ کے سینکڑوں کارکن آپ کے گرویدہ تھے چنانچہ آپ کی گرفتاری سے پورے شہر میں بے چینی اور اضطراب پھیل گیا اور بے یقینی کی فضا پیدا ہوگئی۔

۲۳ر مارچ ۱۹۴۰ء کو قرار دادِ پاکستان کی منظوری کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس نے جب مسلم لیگ کے موقف کی تائید کی تو پورے ہندوستان میں انقلاب رونما ہوگیا۔ آل انڈیا سنی کانفرنس کا جب پیلی بھیت میں قیام عمل میں آیا تو شاہ مانا میاں قادری چشتی پیلی بھیتی (میرے بڑے نانا صاحب) کو صدر چنا گیا جبکہ مولانا قاری احمد کو ناظمِ اعلیٰ مقرر کیا گیا۔ پیلی بھیت میں آل انڈیا سنی کانفرنس کا قیام مسلم لیگ کی بلاشبہ ایک بڑی اہم کامیابی تھی جس کا تمام تر سہرا مولانا قاری احمد کے سر تھا۔ ۱۹۴۶ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے بنارس میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مولانا قاری احمد نے پیلی بھیت سے قافلہ کی شکل میں شرکت کی اور ۱۹۴۷ء میں آل انڈیا سنی کانفرنس کے بنارس میں منعقد ہونے والے اجلاس میں مولانا قاری احمد نے پیلی بھیت سے قافلہ کی شکل میں شرکت کی اور ۱۹۴۷ء میں سنی کانفرنس کا ایک عظیم الشان جلسہ خانقاہ حضرت محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ میں منعقد کیا اس اجلاس میں سنی کانفرنس پیلی بھیت کے انتخابات بھی عمل میں آئے جس میں مولانا حکیم قاری احمد کو بھاری اکثریت سے صدر منتخب کیا گیا پر تقسیم ہند کے بعد پیلی بھیت کے مسلمانوں کی حالت مجموعی طور پر بہت خراب تھی مارپیٹ اور بلوے عام ہوگئے تھے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جارہا تھا ایسے کڑے حالات کے پیشِ نظر آپ نے ہجرت کا فیصلہ منسوخ کردیا اور مسلمانوں کو ہندوؤں کی دست بردسے بچانے کی کوششوں میں لگے رہے لیکن پھر اپنے برادر بزرگ فضل احمد صوفی کی سخت علالت کے باعث آپ نے کراچی جانے کا فیصلہ کیا اور بالآخر جولائی ۱۹۴۸ء میں بیوی بچوں کو لیکر پیلی بھیت سے براستہ آگرہ، بمبئی پہنچے تین دن بمبئی کے مسافر خانہ میں قیام کے بعد بذریعہ بحری جہاز کراچی پہنچ گئے۔ مولانا فضل احمد صوفی شدید علالت کے باعث جانبر نہ ہوسکے اور چار ماہ بعد خالقِ حقیقی سے جاملے۔ مولانا صوفی کے وصال کے بعد مولانا قاری احمد پیلی بھیت واپس نہ جاسکے۔

ایک انجان شہر میں از سرِ نو زندگی گذارنے کا فیصلہ کرنا نہایت مشکل و کٹھن مرحلہ تھا۔ آپ کو شدید ترین معاشی بحران کا سامنا تھا لیکن آپ ایک باہمت اور نڈر انسان تھے۔ مولانا قاری احمد کی زندگی انتھک محنت اور سخت جدوجہد سے عبارت ہے۔ آپ نے زندگی کے کسی بھی موڑ پر خود کو کمزور پڑنے نہ دیا حالانکہ ہجرت کے بعد از سرِ نو معمولاتِ زندگی شروع کرنے، بیوی بچوں کی کفالت کے ساتھ مولانا صوفی کے پسماندگان کی نگہداشت جیسے مسائل کا پہاڑ آپ کے سامنے تھا باوجود اسکے آپ نے اشاعتِ اسوۂ رسول ﷺ کے ساتھ ساتھ اپنی سیاسی سرگرمیاں بھی جاری رکھیں اور سیاست میں پر جوش حصّہ لیا ۱۹۴۹ء میں پاکستان کی دستور ساز اسمبلی کے اجلاس جمعیت کے مبصر کی حیثیت سے شریک ہوئے اسلامی موضوعات پر لاتعداد بصیرت افروز مضامین موجود ہیں جو قاری احمد کی شاہکار تحاریر ہیں۔ آپ ۱۹۵۰ء میں کراچی سے نکلنے والے ایک مذہبی ماہنامے ”الاسلام“ کے نائب مدیر بھی مقرر ہوئے آپ ایک سچے عاشقِ رسول ﷺ تھے۔ آپ نے اپنی تحریر، تقریر اور عملی زندگی سے ایک مثالی نمونہ پیش کیا جو ہمارے دور کے اہلِ نظر کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔ آپ چونکہ پیشے کے اعتبار سے طبیب تھے اس لیے آپ نے اپنی رہائشگاہ واقع کھارادر میں ”سورتی دواخانہ“ کے نام سے اپنا مطب شروع کردیا لیکن آپ کا میدان چونکہ تحریر وتقریر کا بھی تھا اسے لیے درس وتدریس، وعظ ونصیحت اور قلمی میدان میں بھی گراں قدر خدمات انجام دے کر دین ومسلک کی خدمت انتہائی بہتر انداز سے کی اور تادمِ رخصت اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی تبلیغ جاری رکھ کر خدمتِ دین ومسلک کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں آپ کو حج بیت اللہ کی سعادت نصیب ہوئی مولانا قاری احمد نے اپنا سفر نامہ حج ”مشاہداتِ حرمین“ کے نام سے تحریر کیا جو کراچی سے شائع ہوا باوجود اس کے کہ یہ آپ کی پہلی تصنیف تھی اس سفر نامے کو عوام وخواص میں یکساں مقبولیت حاصل ہوئی۔ آپ ایک اعلیٰ پائے کے مقرر کی حیثیت سے اُبھرے تھے، اظہار وبیاں پر آپ کو بے پناہ قدرت حاصل تھی آپ کا اندازِ خطابت نہایت سحر انگیز تھا۔ ایک بہترین خطیب پرجوش مقرر اور سحر انگیز تحریریں آپ کا خاصّہ تھیں چنانچہ آپ کو علماء کے ایک حریف گروہ کی جانب سے شدید ترین مخالفت کا سامنا بھی کرنا پڑا اور بظاہر اس کی وجہ عوام وخواص میں آپ کی مقبولیت تھی۔ جمعیت علماء پاکستان نے اکتوبر ۱۹۵۴ء کو ککری گراؤنڈ میٹھادر کراچی میں ”یومِ حسین“ کا انعقاد کیا اس موقع پر مولانا حکیم قاری احمد نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہم نے حضرت امام عالی مقام کی سیرت و کردار کو رہنما بنایا تو یقیناً معاونتِ الٰہی ہمارے ساتھ ہوگی۔ اگر حسین سے محبت کا ثبوت دینے کے لیے کچھ کیا جاسکتا ہے تو یہی کہ سیرتِ حسین، فداکارئ حسین، عزم وثبات حسین اور عظمتِ اہلِ بیت کو زیادہ سے زیادہ عام کریں۔ مولانا قاری احمد نے اپنی تقریر کے آخر میں اتحاد بین المسلمین کے سلسلے میں گراں قدر خدمات مشترکہ انجام دینے پر مبارکباد پیش کرتے ہوئے کہا کہ آج یہ عظیم الشان اجتماع اس اتحاد کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جمعیت کے ہی زیرِ اہتمام نومبر ۱۹۵۴ء کو جہانگیر پارک میں دو روزہ عید میلاد النبی ﷺ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے

آپ نے کہا اگر ہم کتاب وسُنت پر عمل کریں تو صدیوں کا کام برسوں میں پورا ہو سکتا ہے۔ بغیر غلامی مصطفیٰ ﷺ واطاعتِ مصطفیٰ ﷺ ہم کوئی حقیقی مقام وعزت حاصل نہیں کرسکتے۔ فروری ۱۹۵۵ء میں کراچی کے ایک اشاعتی ادارے قرآن محل سے شائع ہونے والے "ماہنامہ پیامِ حق" کی ادارت سنبھال لی۔ آپ کی طاقت آپ کے الفاظ تھے۔ آپ نے ایک مایہ ناز مصنف کی حیثیت سے اپنی پہچان کروائی اور اپنے پیچھے کئی منفرد و بے مثال رشحاتِ قلم یادگار چھوڑیں جن میں ۲۵ سے زیادہ ضخیم کتابیں تصنیف کیں۔ مذہبی و تاریخی موضوعات پر متعدد مضامین تحریر فرمائے جن کی تعداد ہزار سے زائد ہے۔ مولانا قاری احمد نے بیس سال سے زیادہ ایک رسالہ کی ادارت کے فرائض انجام دیئے۔ تصنیف و تالیف کے علاوہ "سورتی دواخانہ" کے نام سے ۲۵ سال مطب کرتے رہے۔ آپ نہایت فصیح وبلیغ تھے اردو، عربی زبان پر آپ کو عبور حاصل تھا۔ قرآنِ کریم کی تفسیر زیرِ قلم تھی پر زندگی نے وفا نہیں کی۔ آپ کی شخصیت کے ان تمام روشن پہلوؤں اور حدیث وفقہ، تفسیر اور دین کے لیے آپ کی خدمت اہلِ علم اور اہلِ نظر کے لیے تاریکیوں میں روشنی کی مانند ہے اس کے باوجود آپ نے کبھی اپنی استعدادِ علمی کے اظہار و نمائش کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔

مولانا حکیم قاری احمد کے جد امجد کا مختصر تعارف:

شجرۂ نسب ہر زمانے میں حرمت و فضیلت کا باعث رہا ہے۔ انبیاء کرام سے لے کر تابعین تبع تابعین اور پھر بزرگانِ دین اولیاء کرام علماء متین تک حرمت وفضیلت کا یہ سلسلہ بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ علم ایک نور ہے اور جہالت تاریکی اور بے شک تمام علوم کا منبع اللہ وسبحان تعالیٰ کی ذاتِ مقدسہ ہے۔ اللہ سبحان وتعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اپنے محبوب ومنتخب بندوں کو علم کی دولت سے نواز کر انہیں مزید برگزیدہ بنادیتا ہے۔ اہلِ علم وبصیرت کے جذبوں کی پاکیزگی اور خیال وفکر کی سچائیاں لہوں میں وراثتاً سرایت کرتی ہیں اور یہی خوبی انسان کی شخصیت کو چار چاند لگا کر اسے اپنے ہم عصروں میں نمایاں وممتاز بناتی ہے۔ مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے والدِ گرامی مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی ۱۸۸۳ء بمطابق ۱۲۹۸ھ پیلی بھیت میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے چچا سے حاصل کی اور بعد میں اپنے والد شیخ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ سے تمام علوم وفنون کی تکمیل کی پھر تیرہ برس کی عمر میں اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خاں کی خدمت میں پہنچے جہاں آپ نے باقاعدہ اعلیٰ حضرت سے دورۂ حدیث کیا۔

حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ، ۱۸۳۶ء میں راندیر (ضلع سورت، بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام مولانا محمد طیب سورتی بن مولانا محمد طاہر سورتی تھا۔ آپ کو فقہ وحدیث پر بڑا کمال حاصل تھا جس پر آپ کی تصانیف گواہ ہیں۔ محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقۂ احباب بڑا وسیع تھا۔ مولانا وصی احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ، اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان کے ہم عصر اور قدیمی مخلص بھی تھے۔ اعلیٰ حضرت بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔ حضرت وصی احمد محدث سورتی رحمۃ اللہ علیہ کے چونکہ ایک صاحبزادے اور پانچ صاحبزادیاں تھیں اس لیے آپ کی نسل بہت محدود رہی۔ آپ کے اکلوتے صاحبزادے مولانا عبدالاحد کو اعلیٰ حضرت سے سلسلۂ قادریہ میں اجازت و خلافت بھی حاصل تھی جبکہ اپنے والد محترم حضرت وصی احمد محدث سورتی کی طرف سے آپ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی کے سلسلہ میں بھی بیعت کرنے کے مجاز تھے۔

۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن گنج مرادآبادی کی نواسی اور مولانا عبدالکریم کی بڑی صاحبزادی محترمہ حمیدہ خاتون جو صاحبِ سلسلہ خاتون تھیں کی شادی مولانا عبدالاحد سے ہوئی اس طرح آپ شاہ فضل الرحمن کے نواسی داماد تھے۔

مولانا عبدالاحد کو خطابت میں کمالِ فن حاصل تھا آپ کی آواز نہایت پاٹ دار اور ایسی تھی کہ گھنٹوں ماحول میں اس کی گونج قائم رہتی تھی۔ دورانِ تقریر اکثر آپ پر رقت طاری ہوجاتی اور وجد کے عالم میں درود سلام پڑھنے لگتے۔ آپ کے واعظ کی اثرپذیری سے متاثر ہو کر اعلیٰ حضرت نے بریلی میں ایک خصوصی تقریب کے دوران آپ کو "سلطان الواعظین" کا خطاب عطا فرمایا۔

سلطان الواعظین حضرت مولانا عبدالاحد محدث پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے تین صاحبزادے تھے۔ آپ کے سب سے بڑے صاحبزادے مولانا شاہ فضل الصمد مانا میاں اور پھر آپ کے منجھلے صاحبزادے مولانا فضل احمد صوفی جو کہ آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئے تھے اس لیے دونوں بھائیوں کی عادات اور مشاغل میں کسی حد تک مماثلت تھی۔

شادی واولاد

حضرت مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی ۱۹۳۸ء میں پیلی بھیت کے سید بشارت علی کی صاحبزادی سیدہ خاتون سے ہوئی۔ آپ کا نکاح مولانا فضل حق رحمانی نے پڑھایا تھا۔

آپ نے اپنی یادگار آٹھ (۸) اولادیں چھوڑیں جن میں پانچ صاحبزادیاں اور تین صاحبزادے ہیں۔ مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی محترمہ خالدہ قاری جو کہ آپ کی اولادوں میں پانچویں نمبر پر ہیں اور ایک سرکاری ادارے میں شعبۂ تعلیم سے منسلک ہیں۔ محترمہ گذشتہ تین دہائیوں سے زائد عرصے سے درس وتدریس سے وابستہ ہیں اور اپنے فرائض کی ادائیگی بخوبی انجام دے رہی ہیں اور جو میری والدہ محترمہ بھی ہیں، اکثر وبیشتر گھر میں اپنے والدِ ماجد مولانا قاری احمد کا ذکر کرتی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شب و روز اور معاملاتِ زندگی کے واقعات کا ذکر دورانِ تربیت کرتی ہیں اور ہماری تربیت میں اس کا خاص اہتمام کرتی ہیں۔ نشست وبرخاست اور قیام وطعام کے دوران والدہ محترمہ اپنے والد گرامی کا تذکرہ نہایت عقیدت و محبت سے سرشاد ہو کر کرتی ہیں۔ راقم الحروف نے جب دنیا میں آنکھ کھولی تو میرے نانا مولانا قاری احمد کے وصال کو کئی سال بیت چکے تھے مگر اپنی والدہ کی زبانی میں انے اپنے نانا محترم کو ہمیشہ اپنے دل کے قریب پایا اور ایک قلبی اُنسیت میں نے ہمیشہ اپنے تمام ترجذبوں میں محسوس کی۔ والدہ محترمہ بتائی ہیں کہ مولانا قاری احمد بچوں س ے بہت پیار کرتے تھے، ہنس مکھ اور دلچسپ شرارتی مزاج کے حامل تھے۔ ایک گنگناتی مسکراہٹ ہمیشہ آپ کے چہرے پر سجی رہتی تھی۔ ایک جید عالم

دین، مورخ اسلام تھے لیکن نہایت سادہ زندگی بسر کرتے تھے اور تمام زندگی آپ نے نہ صلہ کی پرواہ کی نہ ستائش کی تمنا۔ خود پسندی مولانا قاری احمد کے قریب سے نہیں گزری تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ روزمرہ معمولات میں بہت ذمّہ دار تھے۔ صبح کو دیر تک سونا آپ کو سخت ناپسند تھا لہٰذا فجر کی اذان پر بیدار ہونا آپ کا معمول تھا آپ سب گھر والوں کو بھی صبح ہی جگادیتے تھے۔ چھٹی کا دن گھر کے کام کاج میں گذارتے اور شام کو بچوں کے ساتھ صحن میں میز کرسی لگواتے اور شام کی چائے بچوں کے ساتھ پیتے، ساتھ ہی ساتھ ہر بچے کی مزاج پرسی کرتے اسکے مسائل سنتے اور حل کرتے اور اچھی اچھی نصیحتیں کرکے ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے۔ آپ اکثر اپنے بچوں کی خدمت بھی کرتے۔

مولانا حکیم قادری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تمام اولادوں کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کیا خصوصاً بیٹیوں کی تعلیم کے آپ بہت حق میں تھے۔ آپ کی زندگی میں ہی آپ کی تقریباً تمام بیٹیاں، اعلیٰ تعلیم کے مراحل میں داخل ہوگئی تھیں۔

آپ اپنی اولاد کو ہمیشہ اچھے اخلاق اور حسن خلق کا درس دیتے مولانا قاری احمد کی اس تربیت کا مظہر، میں اپنی والدہ محترمہ میں بخوبی دیکھتی ہوں۔ میری والدہ کہتی ہیں کہ ابّا جان ہمارے ساتھ دوستانہ ماحول رکھتے تھے۔ کھانے میں لوکی گوشت، دالچہ اور کباب نہایت شوق سے تناول کرتے۔ مچھلی، کوفتے اور سبزیوں سے آپ کو خاص رغبت تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حقوق العباد کا خاص خیال رکھتے تھے۔ پڑوس میں کوئی میّت ہوجاتی تو والدہ سے انڈے آلو، دال گوشت، آلو گوشت وغیرہ پکواکر بھجواتے۔

اپنی والدہ محترمہ سے میں جب مولانا قاری احمد کی باتیں، آپ کے قصّے اور آپ کی زندگی کے روز شب کا احوال جانتی ہوں تو سوچتی ہوں کہ نانا محترم مولانا قاری احمد کی شخصیت کے کتنے رنگ ہیں۔ سب رنگ جدا اور ہر رنگ ایک سے بڑھ کر ایک۔ آپ بیک وقت ایک ممتاز عالمِ دین، مورخ اسلام جنہوں نے فقہ و تاریخ جیسے اہم موضوعات پر ۲۵ سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ آپ نے پیامِ حق کی ادارت کے دوران ہزار سے زائد مضامین قلمبند کیے۔ پیشہ کے اعتبار سے آپ چونکہ طبیب تھے اور "سورتی دواخانہ" کے نام سے ۲۵ سال مطلب کیا باوجود اس کے کہ آپ نے بے انتہا مصروف اور جدوجہد سے بھرپور زندگی گذاری آپ نے اپنے بچوں کی بہترین پرورش و تربیت کی انہیں تعلیم سے روشناس کرایا۔ بلاشبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک بہترین شفیق و مہربان باپ کے روپ میں اپنی اولادوں کے لیے گھنا سایہ دار شجر تھے جس کی کمی زندگی کی دھوپ کی تمازت میں یقیناً آج بھی آپ کی اولادوں کو محسوس ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ اپنی رفیقۂ حیات کے لیے مونس و ہمدرد شریک سفر کی حیثیت سے تمام عمر ساتھ رہے۔ راقم کی والدہ محترمہ آپ کی خطابت کا ذکر کرتے ہوئے بتاتی ہیں کہ آپ بحیثیت خطیب بھی کئی سال خدمات انجام دیتے رہے بادامی مسجد میٹھا در اور لی مارکیٹ میں واقع ترک مسجد وعظ کرنے جاتے آپ کے چاہنے والوں کی کثیر تعداد جمعے کے خطبے میں موجود ہوتی لوگ آپ کا کاندھوں پر اُٹھالیتے تھے اور آپ کے اندازِ خطابت کے گرویدہ تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی ڈائریاں بھی موجود ہیں جن میں آپ اپنی یاداشتیں قلمبند کیا کرتے تھے۔ نانا محترم مولانا حکیم قاری احمد کے واعظ کے چند آڈیو کیسٹس راقم نے اپنی والدہ محترمہ کے گوشۂ Valueables میں پائے اور جب انہیں سماعت کیا تو اُس لمحے میں نانا جان کی قدرو منزلت کا تعین کرنے سے قاصر تھی۔ بلاشبہ آپ کی زندگی، آپ کی تحریریں و تقریریں آپ کی آنیوالی نسلوں کے لیے سرمایۂ حیات کا درجہ رکھتی ہیں۔

۱۴/ مئی ۱۹۷۶ء بمطابق ۱۳/ جمادی الاوّل ۱۳۹۶ھ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی وفات حرکتِ قلب بند ہوجانے کی وجہ سے ہوئی۔ والدہ خالدہ قاری تفصیل یہ فرماتی ہیں کہ ۷/ اپریل ۱۹۷۶ء کو صبح دانت برش کرتے ہوئے اچانک دل کا دورہ پڑا جسکے باعث جناح اسپتال کے کارڈیو میں داخل کرایا جہاں مولانا پندرہ دن تک زیرِ علاج اپنے کے بعد آپ گھر آگئے۔ تقریباً اتنے ہی دن گھر میں آرام فرمایا اور پھر ۱۴/ مئی ۱۹۷۶ء بروز جمعہ سینے پر نماز کی نیت کے لیے ہاتھ باندھے اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) اللہ سبحان و تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو غریقِ جنت کرے۔ آمین۔

آپ کی نمازِ جنازہ ناظم آباد نمبر ۲ کراچی کی جامع مسجد میں ادا کی گئی اور اسی دن نمازِ عشاء کے بعد سخی حسن قبرستان واقع نارتھ ناظم آباد میں سپردِ خاک کیا گیا۔

مولانا حکیم قاری پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی خبر متعدد اخبارات مین سیاہ حاشیہ میں شائع ہوئی جن میں روزنامہ جنگ کراچی، روزنامہ حریت کراچی، روزنامہ ڈان کراچی سرفہرست ہیں جبکہ روزنامہ مشرق اور صبح و شام کے چھوٹے بڑے کئی اخبارات مین مولانا کی وفات کی خبر شائع ہوئیں۔

حضرت مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ وفات کے وقت اپنی رہائشگاہ پیلی بھیت ہاؤس واقع ناظم آباد نمبر ۲ کراچی میں رہائش پذیر تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی زندگی میں ہی اپنی دو صاحبزادیوں کی شادی کے فرض سے سبکدوش ہوگئے تھے جبکہ دیگر اولادوں کی شادی آپ کی وفات کے بعد آپ کی زوجہ محترمہ رفیقِ حیات جنابہ سیّدہ خاتون کی سرپرستی میں ہوئی ماسوائے سب سے چھوٹی صاحبزادی اور صاحبزادے کے کیونکہ آپ کی اہلیہ نے ۲۰/ جنوری ۱۹۹۱ء کو اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کردی تھی۔ تادمِ تحریر حضرت مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ کی دو صاحبزادیوں کا انتقال ہوچکا ہے۔ جن میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی وچہیتی صاحبزادی جنابہ صفیہ قاری (تاریخ وفات ۱۴/ مئی ۲۰۱۱ء) اور جنابہ زاہدہ قاری (تاریخ وفات ۲۴/ اپریل ۲۰۰۸ء) شامل ہیں۔ جبکہ دیگر اولادیں مختلف شعبۂ ہائے زندگی سے منسلک ہیں۔

یہ مضمون حضرت مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کی 37ویں برسی کے موقع پر تحریر کیا گیا ہے۔ اس مضمون کو مرتب کرتے ہوئے مجھے اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کا بھرپور احساس رہا ہے۔ اپنے نانا جان کی شخصیت پہ کچھ زیر قلم لانے سے پہلے کئی مرتبہ میرے ہاتھ کانپے لیکن نانا سے قلبی انسیت کے تعلق کی بناء پر اور اپنی والدہ محترمہ کی بھرپور حوصلہ افزائی کی وجہ سے میں نے یہ تحریر کرنے کی جسارت کی ہے۔

□□□

کے انعقاد پر

پیر طریقت **مفتی تقدس علی خاں** قادری رضوی علیہ الرحمہ

شیخ کامل مسعودِ ملت ماہر رضویات ناشر مجدّدیات **پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد** علیہ الرحمہ

علامہ شمس الحسن شمس بریلوی علیہ الرحمہ، **مولانا سید محمد ریاست علی قادری** علیہ الرحمہ

اور **خانقاہِ قادریہ رضویہ** بریلی شریف سمیت قطب مدینہ شیخ العرب والعجم **مولانا ضیاء الدین مدنی** علیہ الرحمہ

کے سب چاہنے والوں بالخصوص اراکین ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کو

پیش کرتے ہیں

الإمام أحمد رضا خان في العرب المعاصر

الدكتور محمد مهربان باروي الشامي (كراتشي، باكستان)

عندما زرت البلاد العربية في مقدمتها اليمن عام ألفين وواحد الهجري فشعرت ضرورة تحقيق الإمام أحمد رضا خان حتى يعرف العرب المعاصر قدرَه ومنزلته,فبدأتُ سفري في هذا الاتجاه من اليمن لتعريف الإمام وبنشر كتبه وأفكاره التي كان عليها النبي تم الصحابة والتابعون وأئمة المجتهدين،حيث كان الجو ملائمة جداً في هذا النحو ولا سيما في دار المصطفى للدراسات الإسلامية, فبعد بذل مجهودنا في هذا الاتجاه قال فضيلة الشيخ العلامة الحبيب عمر حفظه الله تعالى ـــ وهو من كبار علماء اليمنـــ مقرظاً على أحد كتب الإمام:«وإن من أولئك الذين أبرزَهم الرحمنُ رحمةً بالعباد الشيخُ العارفُ واسعُ العلوم والمعارف راسخُ القدَم في الحقائق والعوارف الشيخُ أحمد رضَا خان, وله مؤلفاتٌ كثيرة وفيوضاتٌ غزيرة, وقد نشر اللهُ له وبه أعلامَ الهداية, ورايااتالأنقاد من الغواية بسَنّ سيد الحرمين وهديَ السلف الصالحين ...».

فلما زرتُ العراق وسجلتُ في جامعة صدام للعلوم الإسلامية فلم يكن الحال مختلفاً عما سبق,ولكن علماء العراق لم يتخلفوا عن غيرهم حيث الأستاذ الدكتور محمد مجيد السعيد رئيس جامعة صدام للعلوم الإسلامية (كلية الشريعة لجامعة بغداد حاليا) حقق كتاب الإمام (ديوان بساتين الغفران) ما يسمى باللغة الأردوية (حدائق بخشش) وسماه: شاعر من الهند دراسة في بساتين الغفران للشاعر الإمام أحمد رضا خان, طبع في بغداد عام ٢٠٠٣ الميلادي.

وقال الأستاذ الدكتور محمد مجيد السعيد واصفاً الإمام:« الشاعر المبدع الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي شخصيته علمية وأدبية قلَّ نظيرها في العالم لمَا يمتلكه من ذكاء صادر من قدرات فائقة, ومواهب يندر توفرها في شخص واحد, كان ذهنه وقاداً يضم خزيناً ضخماً من المعلومات المنوعة إلى جانب قدراته في النقد والتحليل, والاستقراء والاستنتاج, حتى يكاد قلمه يعجز عن أن يساق أو يسابق سبل المعرفة, والمعلومات المتدفقة من فكره النيِّر, كان نهراً متعددَ الروافد والجداول والاتجاهات...».وكذا حقق الأستاذ الدكتور رشيد عبد الرحمن العبيدي مدير مركز البحوث والدراسات الإسلامية العراق.قصيدتان رائعتان, وطبع الكتاب في باب المعظَّم, بغداد العراق عام ٢٠٠٢ الميلادي,فما لبثنا إلا قليلاً حتى بدأت الحرب بين صدام حسين والبوش عام ٢٠٠٣ الميلادي فاتجهنا إلى السورية.

فكان سفر السورية والعمل أجمل وأكمل تحت إمرة الشيخ الفاضل عامر أخلاق الصديقي حيث وصَّلنا كتبَ الإمام إلى العلماء والطلاب إلى حد سواء بأشكال مختلفة كالكتاب والمشافهة في الدروس والصفوف الدراسية والسيديات بملفات بي دي أيف وأخرى بصيغة الوورد ومكتبة الشاملة والمواقع الإلكترونية, وبجهود بعض أصدقائنا الأعزاء قبلت لجنة ابن عابدين المعروفة في العالم أن تشمل تعليقات الإمام المسماة جد الممتار حاشية على رد المحتار على حواشي ابن عابدين ونعتبر ذلك خطوة إيجابية لتعارف الإمام.

وكما هو المعروف أن علماؤنا وكبار مشائخنا لم يأخذوا حظاً في كتب التراجم والطبقات والتواريخ في الدول العربية, وبقَوا غير معروفين مع غزارة علمهم وشماخة مرتبتهم, فبذل الشيخ الفاضل العلامة أحمد رضا الشامي وأخ الفاضل العلامة عمران الشامي وأخ الفاضل الشيخ العلامة عرفان الشامي جهداً مشكوراً في هذا النحو حيث قدما تراجم مشائخنا الذين توفوا بعد ١٩٨٠ الهجريللدكتور نزار القباني حتى يشملهم في ملحق الأعلام للزِّركْلي, فبحمد الله تعالى وفضله دخلت في هذا الملحق ترجمة أكثر من عشرين شيخاً من كبار شيوخنا, منهم غزالي الزمان العلامة أحمد سعيد الكاظمي والشيخ المفتي وقار الدين وشيخ الحديث عبد المصطفى الأزهري والمفتي ظفر الدين النعماني وغيرهم, ثم وصل هذا الكتاب في العالم كلها؛ لكونه رسالة الدكتوراه وملحق للزركلي كما تفضلنا.

ثم كان يحاول جميع أصدقائنا أن يختار بحثاً وتحقيقاً يتعلق بالإمام وكتبه وخلفائه وتلامذته, حيث اختار أخونا الفاضل الشيخ إبراهيم بن تاج بهادر رسالة الإمام(أجلى الأعلام أن الفتوى مطلقاً على قول الإمام) أن يحققها كبحث علمي للتخرج في معهد الفتح الإسلامي بدمشق, واختار الفاضل الشيخ وسيم القادري رسالة الإمام(الظفر لقول الزفر) كرسالة التخرج في معهد الفتح الإسلامي بدمشق أيضا, واختار الشيخ الفاضل أخونا فرقان البغدادي القادري بحثاً علمياً حول سيرة الإمام وحياته وأحواله ومؤلفاته لنيل درجة الليسانس, وكذا نقل إلى العربية كتاب الإمام(الوظيفة الكريمة) ثم حققه تحقيقاً علمياً وطبعته مكتبة دار الراشد في دمشق بتقريظ الدكتور محمد شريف الصواف المشرف العام لمجمع الشيخ أحمد كفتارو.

وكنت أرى أنه ليس من الإنصاف أن نعرف الإمام عند العرب خلال رسالاته الصغيرة وننسى كتابه عظيم القيمة ضخيم الحجم فقيد المثال الذي قال فيه العلامةالجليلالسيدإسماعيلحافظكتبالحرم كما جاء في كتابه:«... ثانياً: تفضلعليناسيدنابعدةأوراقمنفتاويهأنموذجةنرجواللهعزشانهأنيسهلويقاربلكمالأوقاتلإتمامهافيأقربحين،فإنهاحريهبأنيعتنىبها،جعلهااللهتعالىلكمذخراليومالمعاد،واللهأقولوالحقأقول:أنهلورآهاأبوحنيفةالنعمانلأقرتعينُهوجعلمؤلفهامنجملةالأصحاب,بيدأنيمتأسفعلىمافاتنامنتعريبالألفاظالغيرالعربية،فياسيدياقسمعليكباللهالعظيموأتشمعبحبيبهالكريمأنتفوافضلَكموإحسانَكمعليناوعليكلنعمانيالمذهببتعريبها,فماكانمنهايسيراًيوضععلىالهامش،ومالميتحملهالهامشيوضعفيورقةثمتجعلبينالصحيفتين...».

بدأتُ تعريبَ جزء من الفتاوى الرضوية, بعد ما انتهيتُ عمله كنتُ متحيراً للطباعة وتكلفتها الباهظة,هذا الأثناء أرسلتُ رسالة إلى أكبر مكتبة العرب حيث يطبع فيها كل أسبوع كتاباً واحداً على الأقل, كان محتواها: هل أنتم ترغبون طباعة هذا الكتاب الجليل كما طبعتم كتابه سابقاً كفل الفقيه الفاهم؟ فتقبلوا طلبي فوراً دون أن أعرض عليهم الكتاب مع أنهم لا يطبعون أي كتاب إلا بعد تدقيق دقيق وفحص عميق وبتوصيات اللجنة المختصة في الأمر, ثم الأهم من ذلك أن الأستاذ الدكتور مصطفى ديب البغا شارح البخاري ومؤلف كتب كثيرة والعميد السابق لجامعة دمشق وهو أستاذ لأساتذة العرب والعجم, يبقى يومين في السورية للتدريس, ويدرس يوماً واحداً في الجامعات الأردنية, ويوماً في الجامعات اللبنانية, ويوماً الجامعات القطرية ويومين في جامعات أخرى من العرب تفضل بتقديم هذا الكتاب الفتاوى الرضوية.

وبحمد الله تعالى وصل اسم الفتاوى الرضوية في كثير من مكتبات عربية وعجمية حتى في مكتبات الذين لا يحبون اسم الإمام حيث جعلوا كتاب الإمام مزيناً لمكتباتهم, وكما بيع الكتابُ في معارض الكتب في العالم وكذا عن طريق الإنترنت,الحاصل أن الفتاوى الرضوية وصلتبهذه الطريقة في العالم كلها.

ولكن مع ذلك كنتُ أحاول دائماً أن أعرِّف الإمام والفتاوى الرضوية على نطاق أوسع وأكبر وفي مجال التعليم العالي, فبعد ما نجحت من الماجستير في الفقه المقارن والقانون (LLM) كانت لي فرصة ذهبيةلأن اختار موضوعاً يتعلق بالإمام وبرأي لم يكن شيء أفضلَ من تعريب وتحقيق الفتاوى الرضوية, ولكن كانت المشكلة الأولى التي واجهتها أنني لم أجد مخطوطاً له بينما يشترط لتحقيق رسالة الدكتوراه أن يكون مخطوطاً ونسختين على الأقل.

وكذا يشترط أن يكون المؤلف قد مضى عليه أكثر من مئة عام ولم يكن كذلك ههنا, ولكن لم تفتر همتي وعزائميتجاه هذا بل جاهدت بكل مساعي أن أقنع لجنة البحث العلمي لجامعة أم درمان الإسلامية ووزارة التعليمي السوداني, فقلت: أن الإمام أحمد رضا خان ليس شخصاً أو عالماً أو فقيهاً كفقهاء آخرين بل كان فقيهاً ضليعاً, أصولياًمتقناً ومتكلماً, حافظاً, ورعاً, زاهداً, عابداً, مفسراً, شاعراً, ناقداًبصيراً, لم تقتصر مهارته على علم دون آخر بل تنوع واتسع حتى شمل أكثر من خمسين علماً.

وفي الحقيقة أنني حققتُ عدداً من الكتب للفقهاء القدامى وقرأتها ودرستها فترة من الزمن, وشاركت أكثر من مئة مناقشة من مناقشات الماجستير والدكتوراه وسجلتُ بيدي وفي مذكرتي أكثر من ٧٠ مناقشة، أعرف طرق البحث العلمي وأسلوب التحقيق والتأليف ولكنني لم أقف بل لم أتشمع رائحة التحقيق والتدقيق ما كان في حظ الإمام أحمد رضا خان, وهو لم ينقل نقلاً مجرداً ككثير من الفقهاء وبل لم ينقل كلمة واحدة إلا ونسب إلى صاحبها بدقة وإمعان, بينما وجدت عند غيره وكبار الفقهاء أنهم ينقلون عن الآخرين دون عزو أقوالهم إلى أصحابهم, وكثيراً من الأحيان يكون جمعاً مجرداً, ولكنكم لو قرأتم تحقيق الإمام ليبدو أنه أبو حنيفة العصر.

فوافقت لجنة البحث العلمي لجامعة أم درمان الإسلامية ووزارة التعليم العالي السوداني, فقيل لي: أن أختار مشرفين أن يكون أحد منهما من يتقن لغتين الأوردوية والعربية والآخر عربياً, فعرضت ذلك على الأستاذ الدكتور نور أحمد شاهتاز حفظه الله تعالى أن يكون هو أحد المشرفين فتقبل ذلك, وكان الأستاذ الدكتور محمد وهبي سليمان عميد الدراسات العليا بجامعة أم درمان الإسلامية في السودان, وعميد كلية أصول الدين بمعهد الشام العالي بالسورية.

فنوقشت رسالتي التي كانت تتجاوز عن ثماني مئة صفحة, فقال الدكتور محمد شريف الصواف أحد المناقشين: أن الفضل يعود إلى هؤلاء الطلاب حيث عرفنا الإمام أحمد رضا خان عن طريقهم ومعرفتهم فقدموا لنا كتبه وعلمه وتحقيقه, وقال الدكتور محمد وهبي سليمان: يكفي لنا أن نقدر أهمية هذا الكتاب الفتاوى الرضوية بما فيه من كثرة القواعد والضوابط الفقهية, فلا يرتقي علي هذا المرتبة من الفقهاء إلا كبيراً ومتقناً الفقه الإسلامي إتقاناً كاملاً حتى يصل إلى الرتبة العليا بأن يصيغ ويُقَعد القواعد الفقهية, ثم قد يستدل البعضمن الفقهية من القواعد

بالكثرة وبعض منهم يصيغون ولكنها بحاجة بعض التعديل والتغيير أو الاستثناء, وبعض منهم عندما يصيغون صياغة لا تحتاج إلى تغيير حرف واحد كالإمام محمد رحمه الله تعالى, ويعد الإمام أحمد رضا خان من المرتبة العليا من هذه المراتب.

وفي نهاية مناقشة الدكتوراه أعلنت اللجنة المشكلة للحكم نتيجتها,فنجحت بتقدير امتياز, والحمد لله رب العالمين.

❑❑❑

كيف أثنى علماء العرب على الإمام أحمد رضا خان الهندي البريلوي

سأذكر لكم البعض من الأوصاف التي أطلقها علماء العرب لسيدنا الإمام أحمد رضا خان البريلوي رحمه الله رحمة واسعة

فضيلة الشيخ المهندس عبدالله المدنى (مدينه منوره)

وصف الشَّيخ عبد الرحمن بن عبد الله بن سراج الحنفي المكي المعروف بالسراج، الإمام أحمد رضا خان بهذه الأوصاف: «العَلامة الفهامة الهمام والعمدة الدراكة ألا إنه ملك العلماء الأعلام الذي حقق لنا قول القائل الماهر: كم ترك الأول للآخر».

أما الشيخ أحمد علي بن بشير الدين بن عبد الله بن قطب الدين بن دريش الهندي الرامفوري الحنفي المدني كان من كبار علماء الهند قام بالمدينة المنورة, له رسالة في أشراف الكيلانيين الحمويين القاطنين في الهند فقد وصفه بهذه الأوصاف :« المحقق المدقق العلامة الفهامة الفاضل الكامل، ذو التصانيف الشهيرة والتأليفات الكثيرة، مجدد المئة الحاضرة، شيخنا وأستاذنا ومولانا المولوي أحمد رضا خان المحمدي الحنفي السني القادري البريلوي الهندي...».

أما الشيخ أحمد بن عثمان بن علي جمال العطار المكي الأحمدي الجشتي أبو الخير من مواليد مكة المكرمة ورحل إلى الهند واعتنى بالرواية والحديث، وبقي يتردد بين الهند والحجاز واليمن نحو خمس عشرة سنة فقد وصف الإمام بهذه الأوصاف: «البحر الطمطام والحبر الفهام, قدوة الفقهاء والمحدثين, وزبدة الكملاء والمفسرين, رياض البلغاء المتكلمين, ومركز الفصحاء الماهرين, جامع المتون وشارح الفنون, التقي النقي نعمان الزمان مولانا الحاج الحافظ القاري الشيخ أحمد رضا خان, لا زالت شموس إفاضته على العالمين مشرقة, وصمصام أجوبته لإعناق الملحدين قاطعة, جزاه الله عنا وعن المسلمين خير الجزاء, وجمع الله شمله مع أوتاد والنجباء, فلعمري... كما قيل:

الحمد لله الذي أن الحق قد ظهرا
إلا على أكمه لا يعرف القمرا
من فاضل نال من آبائه الشرفا
أروى سحاب نداه الجن والبشرا ».

نسمع عن الشيخ أحمد الخياري المدني وهو والد الشيخ أحمد ياسين الخياري وهو أديب حجازي من علماء الحرم النبوي مُقرِّظاً على كتاب المؤلف الدولة المكية: «هو إمام المحدثين وحسام في رقاب الملحدين، وحيد الزمان، وفريد الأوان، مولانا الكامل السيد أحمد رضا خان، لا زال رافلاً في حلل العرفان، بجاه منبع الحقائق ومجمع الرقائق والدقائق...».

أما الشيخ أحمد بن عبد الله مرداد أبو الخير ولد بمكة المكرمة ١٢٥٩ هـ, وتعين مدرساً وخطيباً في مسجد الحرام, وأيضاً كان نائباً للمفتي الحنفية فيها, وكما كان رئيساً للأئمة والخطباء, ومن أهم تلاميذه: حاجي إمداد الله مهاجر المكي فقال عن الشيخ: «العلامة الإمام النبيل الذكي الهمام, ورأس المؤلفين في زمانه, وإمام المصنفين بحكم أقرانه...».

أما الشيخ أحمد بن إسماعيل بن زين العابدين المدني شهاب الدين البرزنجي فهو أديب من أعيان المدينة المنورة، من أسرة كبيرة أصلها من شهروز(بجبال الأكراد) ترفع نسبها إلى الحسين السبط, ولد في المدينة، وتعلم بها وبمصر, وكان من مدرسي الحرم بالمدينة، وتولى إفتاء الشافعية فيها, وانتخب نائباً عنها في مجلس النواب العثماني بإسطنبول, واستقر في دمشق أيام الحرب العالمية الأولى: « العلامة النحرير, والعلم الشهير, ذو التحقيق والتحرير, عالم أهل السنة والجماعة, جناب الشيخ أحمد رضا خان...».

أما الشيخ محمد عطاء الله بن إبراهيم بن ياسين الكسم الدمشقي مفتي الشام وصفه محمد عطاء الله بن إبراهيم بن ياسين الكسم الدمشقي مفتي الشام فقيه حنفي مشارك في عدة علوم, أصله من حمص، وولد بدمشق ودرَّس وأفتى، وتولى الإمامة في مكتب بدمشق واختير مفتياً عاماً للجمهورية السورية: « العالم العامل والفاضل الماجد الكامل الشيخ أحمد رضا خان لا زال مظهر النفع العام بين الخاص والعام...».

❑❑❑

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ
وعلیٰ اٰلک واصحابک یاحبیب اللہ

ہم

ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کو

سالانہ امام احمد رضا کانفرنس

پر دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں

منجانب

محمد جنید قادری (B-11، عثمان پلازا، گلشن اقبال، بلاک 3، کراچی)

یہی کہتی ہے بلبلِ باغِ جناں کہ رضؔا کی طرح کوئی سحر بیاں
نہیں ہند میں واصفِ شاہِ ہدیٰ مجھے شوخیِ طبعِ رضا کی قسم

برائے ایصالِ ثواب **خواجہ زاہد علی** (مرحوم)

عطیۂ اشتہار

خواجہ راشد علی

KDA فلیٹ، گلشنِ اقبال، کراچی۔

شاہدِ حسنِ نبوّت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

سید وجاہت رسول تاباںؔ قادری

ناشرِ حکمِ شریعت اعلیٰ حضرت آپ ہیں
شاہدِ حسنِ نبوّت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

حاملِ تاجِ شریعت اعلیٰ حضرت آپ ہیں
نازشِ بزمِ طریقت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

عاشقِ ذاتِ رسالت اعلیٰ حضرت آپ ہیں
باعمل شیخِ طریقت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

داعیِٔ قرآن و سنّت اعلیٰ حضرت آپ ہیں
ماحیِ رفض و ضلالت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

ہے فی ذاتِ اقدس آپ کا اعلیٰ مقام
حق نے بخشی ہے یہ عظمت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

مخمورِ حُسنِ عقیدت اعلیٰ حضرت آپ ہیں
سنّیوں کی مرکزیّت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

آپ سے جو بھی پھرا ہے وہ جماعت سے گیا
بالیقیں صدرِ جماعت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

آپ کے حلقے کے علما کہکشانِ علم ہیں
آفتابِ علم وحکمت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

ہے "عطایائے نبوّت"[۱] علم کا روشن چراغ
صدرِ بزمِ علم وحکمت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

آپ کی ہر اِک ادا میں بوئے خوئے مصطفیٰ
اُسوۂ حَسنہ کی صورت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

نعتِ احمدِ مجتبیٰ لکھنے کا یہ اکرام ہے
حشر تک ممدوحِ امّت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

غوثِ اعظم احمدِ نوری کا فیضِ نور ہے
مظہرِ انوارِ قدرت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

بد مذاہب، ذہبی و ہر شاتمِ سرکار کو (ﷺ)
آپ نے دی ہے ہزیمت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

منکرینِ نورِ حسی گمراہ و بے دین ہیں
آپ کی قائم ہے حجت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

آج منکر پڑھ رہے ہیں آپ کا "لاکھوں سلام"
ہے زمانہ محوِ حیرت، اعلیٰ حضرت آپ ہیں

اہلِ ایماں کے لیے اس فتنہ پرور دور میں
سیّدِ عالم ﷺ کی نعمت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

قادری، چشتی، تمامی سلسلوں میں بالیقیں
"عُروَۃٌ وُّ ثُقٰی" کی صورت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

مسندِ علم وسخن کی آبرو ہے آپ سے
خانقاہوں کی صیانت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

غیر کو بھی ہے مسلّم آپ کا فقہی مقام
حَنفیّت کا تاجِ عزّت اعلیٰ آپ حضرت ہیں

ہے قسم قرآن میں جو "وَالْقَلَمِ مَا یَسْطُرُوْن"
اس کی عظمت کی شہادت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

عَالمِ عِلم وسخن میں ہر جگہ چرچا ہے آج
پَرتوِ علمِ رسالت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

آپ کے فتوے جو دیکھے حضرت اقبال[۲] نے
دی گواہی فی الحقیقت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

سرضیاء الدین[۳] بولے بعدِ حَلِّ مشکلات
علمِ وَھْبی کی شہادت، اعلیٰ حضرت آپ ہیں

نظم و ضبطِ علم، خوبی آپ کی تحریر کی
اس زمیں میں فردِ ملّت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

چار دانگِ دہر میں کس کو ملا ہے یہ خطاب
آپ ہی کو، اعلیٰ حضرت، اعلیٰ حضرت آپ ہیں

دورِ صدّیقی سے اب تک عزم کا اِک سلسلہ
اے امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

قادری تاباںؔ ہوا ہے جن کی نظرِ حُسن سے
حضرتِ نوری[۴] کی صورت اعلیٰ حضرت آپ ہیں

۱؎ "العطایا النبویۃ فی فتاوی الرضویہ" ۱۲ جلدوں میں آپ کا مجموعۂ فتاویٰ۔ ۲؎ علامہ اقبال نے آپ کو امام ابو حنیفہ ثانی کہا۔

۳؎ ڈاکٹر سرضیاء الدین وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔ آپ نے اعلیٰ حضرت سے ریاضی کا ایک لاینحل مسئلہ حل کروانے کے بعد کہا کہ اعلیٰ حضرت کو علم لَدُنّی حاصل تھا۔

۴؎ سیّدی مولائی مرشدی مفتیِ اعظم مصطفیٰ رضا خاں نوری رضوی برکاتی قدس اللہ سرہ العزیز کی طرف اشارہ ہے؛ نوری آپ کا تخلص تھا۔

A Prologue

Dr Saleem Ullah Jundran (Mandi Bahuddin)

Imam Ahmed Raza International Research Institute Karachi

Rightly,it was the golden year of 1980
When the idea of this Institute found her format
With the struggle of some sincere and staunch believers
It was set up in Karachi at Sayyed Riyasat Ali Qadri's flat.

The study of Imam Ahmed Raza's life and works
For the service of Islam and illumination of mankind
Became the primary goal of this International Institute
Through its founder builders' fervent aptitude.

In 1986,it 's registered and shifted to the Strechon's Nashamon,
In the same year, its first executive council was chosen.
Since 1992, the Institute is situated at Karachi Saddar,
In a spacious suite of four apartments rung together.

Since the date of her inception, the Institute did commence
Annual Imam Ahmed Raza International Conference.
Regularly issued a refereed annual research journal,
For 3 decades, there's not missing even a volume single.

Not only 28 annual journals of Rizviyyat,
Now, the Institute has to her credit.
Rather, 150 other books it has edited
Upon Rizviyyat related themes and topics.

A collection of 4,000 books lies at its desk,
A complete computer system is in its network.
The Institute has developed her own website,
Researchers can have easy access from far and wide.

In the production of highly advanced educated youth,
One can see the pivotal part played by this Institute.
Well! 25 PhDs have been available on Rizviyyat panel,
Indeed, it's a beacon of rich knowledge-economy travel .

Sizable technical and research staff works hither,
Happily hails to every Rizviyyat reader, thither.
Highly helpful are its President and Secretary General
In searching and converging the relevant research material.

As an achievement, the Institute can acclaim,
To some extent, it has been obtained this aim:
As a part of some curriculum, the Rizviyyat Selection
Is being taught now in Private and Public section.

Still this Institute has to go a long way,
The journey from Institute to University is far away.
The Almighty Creator knows the best, and, exact,
When does come true this keenly awaited project

The donors and sponsors may come forward,
It will be a Sadqa-i-Jariyah for incessant Akhirat!
Do gear up high this knowledge journey
Through pen and paper, and, pence or penny.

-Saleem Ullah Jundran
23 Jamadi-us-Sani 1429 AH/28 June 2008

❑❑❑

brevity in view, I present few pearls of his thoughts regarding teachers.

Imam Ahmed Raza was a staunch supporter of the proficient and authentic teachers. He says that a teacher should be a thorough teacher. He should be well versed and committed for educating the Muslim Ummah. He refers to a Hadith in this connection, "If a task is assigned to an undeserving person, then wait for the resurrection." Describing the attributes of teachers he states that it is mandatory upon teachers to be soft and well mannered. A teacher should never abuse the child verbally as it would worsen his attitude. He should not slap him on face. However, he should keep a strict professional attitude in teaching.[3] A teacher should be optimistic. He should counsel the child as per his psychological state. Imam states that education should always be imparted as per the capability and psyche of the student. Education beyond the capability proves to be fruitless.[4] Moreover, advanced and innovative scientific approach should be adopted for teaching.

Defining ethics and morals of teachers, he says that it is not befitted for teachers to get any monetary or some personal benefits from their students.[5] If I am not exaggerating, at present, the primal cause of our non-quality education is the commercial attitude of the teachers. The hazardous consequences of this dilemma we see that a poor child is deprived of admission in high standard university. He cannot even afford a good schooling at primary and secondary level. If this continues for one or two decades, we will certainly suffer a severe dearth of intellectuals as a large portion of society is solely deprived of the quality education. Imam Ahmad Raza rightly addresses this crucial and basic problem very strictly. He even does not allow that some domestic works should be taken from students without due permission of their guardian. He states that education should not be a source of sole financial earning. Sustenance and provisions of life should not be sought in education. Rather, it is at the disposal of Almighty Allah – the Sustainer of the worlds. In this connection, he referred to a Hadith that anyone who made his knowledge a source of accumulating wealth, Allah would disfigure him and he deserves the hell fire.

Above all, Imam Ahmad Raza spotlights the status of a teacher very effectively. He says parents nurture the child physically while teacher nurtures him spiritually. Hence the status of a teacher is higher than parents.[6] The relationship of the teacher and parents is similar to the relationship of the body and soul. To deny a teacher is a denial of blessing of Allah and ungratefulness of any blessing is a punishable act.[7] It is the reason that he strongly advocates 'Performance based Pay Structure for Teachers.' All teachers should be paid as per their capability.

If we look through the guideline of Imam Ahmad Raza about teachers we can conclude the following:

i) A teacher should be a thoroughly knowledgeable person otherwise he would mislead. Moreover he should not seek any material benefits from pupils. Otherwise the education system will not produce the desired outcomes as it would not benefit all members of the society. However, a teacher should be given due rewards according to his caliber and efforts.
ii) A teacher must be aware of the psychology of children and multiple teaching methodologies.
iii) A teacher must know his worth and status. He should always try to maintain it through his morals.

Imam Ahmad Raza's ideas about Technical Education

A significant portion of our education deals with technical education. An education theory remains incomplete if it does not encompass this department of education. Imam Ahmad Raza gives one-line solution to overall betterment and proficiency of all technical faculties. He instructs that the respective religious knowledge of any profession is compulsory for the professionals.[8] If our technical education institutions bring such reforms in their system and Imam Ahmad Raza's principle of technical education is implemented while designing the core-curriculum of different profession, the society would get rid of the corruption in different professions and it will also develop the integrity, honesty and overall quality of the professionals.

As I stated earlier, the educational theory of Imam Ahmad Raza is complete and comprehensive. We see him spotlighting those issues which are generally neglected by other educationists. He stresses on the value of education and its dignity in all aspects. In the light of above mentioned facts, it is well-understood that if the educational reforms of Imam Ahmad Raza are implemented, the present educational system will turn into a highly fruitful institution and Muslim intellectuals will stand ahead in the world having integrity of faith and morality.

REFERENCES

1 Imam Ahmad Raza, Fatawa Radawiyya, Vol. 10, Idara Tasnifat Imam Ahmad Raza, Karachi, 1988, pg. 454
2 Fatawa Radawiyya, Vol. 10, pg.46, 47
3 Fatawa Radawiyya, Vol. 10, pg. 73
4 Fatawa Radawiyya, Vol. 10, pg. 594
5 Fatawa Razawiyya
6 Fatawa Razawiyya, Vol. 19, pg. 452
7 Fatawa Radawiyya, Vol. 10, 1988, pg. 454
8 Imam Ahmad Raza, Fatawa Razawiyya

quickly received and perpetually inscribed in the mind. Therefore, the first word what a child must learn should be '*Allah*' and then '*La ilaha illallah*'. One must endeavor to teach everyday morals and ethics, respect of parents, elders and teachers. Holy Quran must be taught by a pious rightly guided teacher. Besides, Imam Ahmad Raza emphasizes that love and reverence of the Holy Prophet ﷺ should be inculcated in the heart and mind of the child foremostly as it is the basis of our faith. In addition, all respective lessons regarding the method of ablution, bath, prayer, fasting and merits of modesty, justice, trustworthiness and demerits of backbiting and jealousy should also be taught at early age.

Nevertheless, Imam Ahmad Raza elaborates that the element of kindness should be there throughout the early education. A child should not be abused as it will cause further moral degradation. Face should never be hit. A teacher should mostly rely on strict instructions. However, a baton or something similar should be kept in front of the child to keep him alert.[1] During the course of study, a specific time should also be given for playing so that the child could remain active and perky.[2] Imam Ahmad Raza also outlined rights of a son on the father comprising six stages in Fatawa Radawiyya which can rightly be called 'An Islamic psychological model for child's upbringing'.

A cursory review of the above teachings reveals three basic elements of the early education distinctively outlined by Imam Ahmad Raza:

i) A child's mind is plain and has tendency to accept good and virtuousness.
ii) The elementary education of a child should be Islamic beliefs, morals and most importantly respect and love of the Holy Prophet ﷺ. It means the primary education should not only be English alphabets, numeric numbers, names of days and colors. Priority should be given to the Islamic teachings.
iii) Overall coaching to a child must be blended with kindness, serious-mindedness and refreshing moments.

The present deteriorating moral state of our young generation necessitates promulgation and implementation of Imam Ahmad Raza's educational theory for early education as this sort of reforms in our primary education will surely secure new generation's faith and it will also protect our youngsters from falling prey to the devilish impacts of the 'modern' society.

The distinct Educational Philosophy of Imam Ahmad Raza

Imam Ahmad Raza gives priority to religion in overall education of Muslims. He considers conventional education as a helpful means for understanding various Islamic beliefs and practices. According to him, education should be given with the basic purpose of building reverence of the Holy Prophet ﷺ and recognition of his high esteem. He suggests that as studying Holy Quran and Hadith unleash our religious concepts and consolidate our faith, similarly studies of Physics and Geology should also elaborate the various conditions of water and different nature of land that help Muslims understand different issues related to purity of body, dress and place for prayer and worship. In the same way, knowledge of Mathematics should help in disbursement of heritance and other calculations like timings of prayer and fasting. Likewise, the subject chemistry should assist in understanding the nature and characteristics of different elements created by Almighty Allah.

In short, the philosophy of Imam Ahmad Raza states that the entire education is directly or indirectly linked with the Islamic beliefs and practices. There is no such branch of knowledge which cannot be used for religion.

According to Imam Ahmed Raza the purpose and basis of education should be the pleasure of Allah and acknowledgment of His attributes, understanding the greatness of the Holy Prophet ﷺ and developing the sense of reverence of the Prophet ﷺ. However, there is no harm in acquiring knowledge of sciences and other conventional subjects but the acknowledgement of Almighty Allah is more important than the recognition of the created things. Education for some material acquisition is of no use until the spiritual guidance is included in it.

The above brief sketch of Imam Ahmad Raza's philosophy of education concludes:

i) The prime purpose of education should be the pleasure of Allah and acknowledgement of the high status of the Holy Prophet ﷺ.
ii) Education for some material acquisition is of no use until the spiritual guidance is not attained through it.

Naturally, if our educational curriculum and methodology of education is reformed keeping in view these suggestions, our educational institutions will produce youngsters having unshakeable faith, chaste behavior and far ahead in modern times in technology and sciences.

Vision of Imam Ahmad Raza about Teachers:

The beauty of Imam Ahmad Raza's educational theory is that it addresses all crucial domains of education. He outlines most practical and convenient teacher training guidelines which are highly effective. Keeping the factor of

Moulana Ahmad Mukhtaar Siddiquie *(radi Allahu anhu)* was Imam of the biggest mosque in southern hemisphere, known as Gray Street Mosque in Durban city. Khalifa-e-A'la Hazrat Hazrat Moulana Shah Abdul Aleem siddiquie *(radi Allahu anhu)* was such an appreciated and celebrated personality on African soil, who touched the hearts of not just the Muslims but non-Muslims as well, and he is proven to be one of the greatest preachers of Islam.

Besides the Khulafa, there are many other Sunni Razavi Ulama from indo-pak sub-continent who have made a great and positive contribution in South Africa, delivered the message of Sayyidi A'la Hazrat *(radi Allahu anhu)*, to name a few: Qaid-e-Ahle Sunnat Hazrat Moulana Shah Ahmad Noorani Siddiquie, Khateeb-e-Pakistan Hazrat Moulana Muhammad Shafee Owkarvi, Hazrat Moulana Ibrahim Khushtar Siddiquie. Hazrat Allamah Madani Mian Ashrafi, Hazrat moulana Hashmi Mian Ashrafi, Tajush Shariah Hazrat Moulana Akhtar Raza Khan, Hazrat Allamah Moulana Sayyid Shah Turabul Haq Sahib Qadri, Hazrat Mufti Ghulam Sarwer Qadri, Muhaddathe Kabeer Hazrat Allamah Zia-ul-mustafa A'zami, Hazrat Allama Sayyid Haseenuddeen Shah Sahib, Dr Allamah Kowkab Noorani and last but not least Ngiran of Markazi Majlise Shura of Dawate Islami Hazrat Moulana Muhammad Imran Attari.

Alahamdolillah, a world renowned research institution "Imam Ahmad Raza Academy" is functioning very successfully from south Africa, a famous Darul Uloom in south Africa is named as "Darul Uloom Aleemia Razvia" one of the biggest mosque in South Africa is called "Jame Masjid Ahmad Raza" many institutions have Razavi Nisbat (relationship) and recently Dawate Islami has inorgrated a First Sunni Darul Ifta named as "Darul Ifta Imam Ahmad Raza Khan" In African soil A'la Hazrat's *(radi Allahu anhu)* name is a household name, his urs is celebrated every year at many places in different cities, his name is added in constitutions of Masajid and organizations to protect them from misguided people. Till today, Muslims all over the world are benefitting from the knowledge and spirituality of this great Imam, a revivalist, cause of the bounties of Allah *azza wa jal*, a true representative of Huzoor Sayyeduna Ghouthe A'zam *(radi Allahu anhu)*.

May Allah bless us all with his knowledge and spirituality. Aameen.

Educational Reforms of Imam Ahmad Raza

Saqib Muhammad Khan (Research Scholar, University of Karachi)

Education is the primary need of every society. It can only serve its best if it is imparted in the most fruitful and effective way. Therefore, in order to setup a comprehensive and beneficial education system, different educational theories are followed and applied. A number of renowned educationists are introduced; their theories are taught and explained in the faculty of education. In the long list of personalities whose educational theories are explored, a highly diverse and dynamic personality of Imam Ahmad Raza stands distinct.

Imam Ahmad Raza was the founder principal of Darul Uloom Manzar-e-Islam. Prior, he had been a member of academic curriculum committee of Nadwa-tul-Ulama as well. He himself was an educationist and had expertise in different branches of educational science. Moreover, his ancestors were also leaders in religious and spiritual education. Therefore, he was well aware of pops and corns of education. Principals and administrators of different institutions used to seek guidance and suggestions from him on educational matters. He presented 'Modern Muslim Educational Plan' based on ten points to uplift the deteriorating state of Muslims' education during the reign of British Government in 1894. In addition, he also authored books, "مشعلۃ الارشاد فی حقوق العباد" and "شرح الحقوق لطرح العقوق" on rights of teachers and students.

All these facts endorse that likewise an Islamic jurist with par excellence; Imam Ahmad Raza was also an educationist of high caliber. Besides, being unparallel in the religious sciences, he was a proficient and distinctive educationist as well. To my knowledge, so far more than 17 thesis, 46 articles, 3 books and 2 booklets have been compiled on the educational philosophy of Imam Ahmad Raza. He was a man of vision in the realm of modern education.

Imam Ahmad Raza's thoughts about Early Education:

Imam Ahmad Raza describes early age of a child as a blank paper on which whatever is written stays forever. He stands distinct among the rest of educationists in elaboration that a child is by birth on the pure Islamic nature as stated in a Hadith, hence all good attributes taught at this age will be

Academic and Spiritual Contribution of Imam Ahmad Raza Khan in South African Perspective

Abdun Nabi Hameedi (South Africa)

A'la Hadrat *(radi Allahu anhu)* accomplish a complete authority in more than fifty branches of knowledge. With this, A'la Hadrat *(radi Allahu anhu)* wrote many books on various aspects of Islam. A'la Hadrat *(radi Allahu anhu)* was a brilliant writer. He wrote several books and thesis in Arabic, Persian, and Urdu on various topics.

To date, it has not been fully established as to exactly how many books he wrote. many Islamic Scholars in the Indo-Pak Sub-Continent and in other parts of the world, who are making serious attempts in studying or translating the works of this great Mujaddid of Islam.

At the age of 30 years, he had completed 75 books and thesis. At the age of 43 years, this number increased up to 500. However, it has been estimated that the numbers of books written by A'la Hazrat *(radi Allahu anhu)* have exceeded 1000 on more than 50 branches of knowledge. Apart from these contributions, he had written annotations and commentaries on more than 150 books pertaining to various branches of learning.

His Divinely bestowed intelligence was such, that when A'la Hadrat *(radi Allahu anhu)* completed a quarter of any given book at the feet of a teacher, he used to study and memorize the rest of the book by himself. It is recorded that he completed an Arabic commentary on the book, "Hidaayatun Nahw", on Arabic grammar, when he was only 8 years old!

It is hard to comprehend the incredible qualities of Imam Ahmad Raza khan *(radi Allahu anhu)*, expertise in over fifty Branches of Knowledge, Translation and Commentary of the Holy Quran; Authority in the Field of Ahadith; A Great Jurist of his time; Imam Ahmed Raza's I'lm-e-Jafar; His Knowledge of Philosophy and Science; Knowledge of Astronomy and Astrology; A Mathematical Genius; A Contribution to the Field of Poetry.

A'la Hazrat was a great Jurist of his time, Fiqh (Islamic Jurisprudence) is that branch of knowledge which is derived from the Holy Quran and the Ahadith of Sayyiduna Rasulullah *(sallal laahu alaihi wasallam)*. Only that person can be a proper Jurist who is well-versed in both the Holy Quran and the Ahadith of Rasulullah *(sallal laahu alaihi wasallam)*. He must also be well-versed in all the other important branches of knowledge, such as Tafseer, Usoolul Fiqh, Logic, Philosophy, classical Arabic, and many other branches of knowledge.

Sayyiduna Ala Hadrat was regarded as the greatest Jurist of his time. He was totally skilled in the field of Fiqh and received acceptance by the great Ulema of the East and the West. The greatest proof of his position and status in the world of Fiqh can be understood from his answers concerning the Shariat-e-Mustapha *(sallal laahu alaihi wasallam),* which are compiled into 30 large volumes, to form the famous book, "Fatawa Radawiyyah," which is used in every Darul Ifta, and research library around the world today.

In the year 1904, A'la Hadrat *(radi Allahu anhu)* founded "Darul Uloom Manzare Islam" in Bareilly Shareef. This great religious institution has thus far served the Muslims worldwide. Each year, a large number of students graduate from this institution as scholars of Islam.

Since my topic is "academic and spiritual contribution of Imam Ahmad Raza Khan in South African perspective" Alhamdolillah, Many Ulema from South Africa have graduated from Darul Uloom Manzare Islam. To name a few:- Mawlana Abdul Hadi Al Qaderi; Mawlana Abdul Hamid Palmer Al Qaderi; Mawlana Ahmad Muqaddam Al Qaderil; Mawlana Muhammad Afthab qasim Razvi and the list will go on and on.

South African Muslims were closely connected with Imam Ahmad Raza Khan *(radi Allahu anhu)*, at the time of difficulty in regard to Shariah or spiritual issues they would consult the great Imam. Fatawa Africa is the clear and living evidence for this fact, 111 questions from Southern Africa are answered in this collection of Fatawa. Hazrat Shah Ghulam Muhammas Soofi Chishti Nizami *(radi Allahu anhu)* a grand Mureed of Hazrat Khawaja Shah Suliman Townsavi *(radi Allahu anhu)* is a well known Soofi and an Islamic Scholar, who first introduced Fatawa Razvia in South Africa in the early 1900s.

The message and spirituality of great Imam Ahmad Raza Khan *(radi Allahu anhu)* continued on African soil by his mureeds, khulafa and devotees. Khalifa-e-A'la Hazrat, Hazrat